پرکیف تقریریں

مولانا حسین احمد قاسمی

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۲۴۷۵۵۴

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

پرکیف تقریریں

تالیف:

مولانا حسین احمد صاحب قاسمی

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

ناشر:

کُتُب خانہ نعیمیہ دیوبند

Scanned by CamScanner

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	:	پرکیف تقریریں
تالیف	:	مولانا حسین احمد صاحب قاسمی
ناشر	:	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
کمپوزنگ وسیٹنگ	:	محمد جہانگیر، دیوبند +91-9045293126-9557383486
صفحات	:	80
سن اشاعت	:	2013ء
قیمت	:	

ناشر:

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

فون ;01336-223294-224703

فیکس 0091-1336-222491

E-mail naimiabookdepot@yahoo.com

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ نمبر
۱	انتساب		۴
۲	تقریظ	مولانا باب الدین صاحب قاسمی	۵
۳	پیش لفظ	حسین احمد قاسمی	۶
۴	مقدمہ	مولانا افتخار احمد بستوی	۸
۵	تصنیف لطیف	مولانا ولی اللہ ولی قاسمی	۱۰
۶	کلمۂ طیبہ		۱۲
۷	نماز		۲۵
۸	ایمان کی حفاظت کیسے ہو؟		۳۷
۹	سلطان مدینہ گا نظام الاوقات		۴۴
۱۰	فضیلت علم		۴۹
۱۱	سلام کو رواج دو		۶۲
۱۲	حفظ قرآن کی فضیلت		۶۷
۱۳	یوم آزادی کی خوشیاں....	ابو عبد الفتاح	۷۲
۱۴	نعت پاک	مولانا اسعد اللہ اسعد	۷۷
۱۵	ترانہ دار العلوم دیو بند	مولانا ریاست علی خاں صاحب	۷۹

☆☆☆☆

Scanned by CamScanner

انتساب

مادرِ علمی

دارالعلوم دیوبند

اساتذۂ کرام

اور

والدین کے نام

Scanned by CamScanner

تقریظ

از قلم: حضرت مولانا باب الدین صاحب قاسمی باندوی مدظلہ

استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا ضلع نندوربار، مہاراشٹر

الحمدلله علی البیان والصلاة علی افضل الانسان!

دین سے دوری، مذہب بیزاری اور پیروپیگنڈہ کے دورِ پُرفتن میں تقریر وتحریر، تبلیغ وخطابت اور وعظ وارشاد کی اہمیت وضرورت بہت بڑھ گئی ہے۔ برائیوں کا سیلاب ایسا امنڈ آیا ہے کہ الامان والحفیظ، گھر گھر، بستی بستی، شہر شہر اور افراد ومعاشرہ اس میں ڈوبتے جارہے ہیں، نیکیاں محدود اور نیک لوگ کم سے کمتر ہورہے ہیں، نئی نسل اور مسلم معاشرہ شترِ بے مہار ہورہا ہے، اور ایسا دین کی بنیادی اور ضروری معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ہورہا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ کسی تاخیر کے بغیر کم ازکم یہ عمل شروع ہوجائے کہ مدارس دینیہ کا ہر طالبِ علم اور دینی تحریکات کا ہر فرد بشر فائدہ اُٹھا کر عوام الناس تک دین پہنچائے۔ انشاءاللہ اس سے دینی لہر اور دینی بیداری پیدا ہوگی اور خوشگوارہ نتائج برآمد ہوں گے۔ اسی سلسلے کی اہم کوشش آپ کے ہاتھ میں ہے۔ رفیقِ محترم مولانا حسین احمد قاسمی مدظلہ نے بڑے سلیقے سے آٹھ عنوانات پر تقاریر پیش کی ہیں۔ ان کی بذلہ سنجی اور لطیفے بڑے موٴثر معلوم ہوتے ہیں۔ قاری خود محسوس کرے گا اور محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور نفع عام وتام بنائے۔

آمین یارب العالمین

اس السراج باب الدین باندوی قاسمی

Scanned by CamScanner

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علی رسوله الكريم، اما بعد!

فاعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

سبحٰنک، لا علم لنا الا ما علمتنا، انک انت العليم الحكيم، وقال تعالى: الرحمٰن، علم القرآن، خلق الانسان، علمه البيان، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من البيان لسحرا.

معزز ناظرین کرام! یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، کہ تقریر وتحریر ہی دو ایسے کارآمد اور مؤثر ہتھیار ہیں، کہ آدمی مدمقابل کے دلوں کو موہ لیتا ہے اور مخالفین کو تشفی بخش جواب دے کر مطمئن کر دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تقریر وتحریر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر اس فن کو حاصل کرنے کے لیے مشاقی کا بڑا دخل ہے، جس کا کوئی بھی مقرر انکار نہیں کر سکتا، اگرچہ میں مقرر نہیں ہوں تاہم مجھ جیسے کم علم کے لیے کچھ لکھنا یا ترتیب دینا سورج کو چراغ دکھلانے کے مرادف ہے، لیکن دل کے اندر یہ بات آئی، کہ کوئی چھوٹی سی کتاب ترتیب اس لیے دے دوں کہ پڑھنے والوں میں سے کسی کو کچھ فائدہ ہو گیا، اور دعا کر دیا، تو آخرت کا مسئلہ بھی آسان ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ بھی باتیں ہیں، جن کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اس موقعہ پر میں بے حد شکر گذار ہوں، مکرم ومحترم شاعر اسلام مولانا ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی، اور جناب مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی استاذان جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، اور حضرت مولانا

باب الدین صاحب قاسمی باندوی استاذ جامعہ اکل کوا، جنہوں نے مسودے کو مکمل طور پر دیکھا اور نشاندہی بھی کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

آخر میں سب قارئین کرام سے مخلصانہ درخواست ہے، کہ اس کتاب میں کچھ کمی کوتاہی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں انہیں دور کر دیا جائے۔

اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں، کہ حضرات ممدوحین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس حقیر کوشش کو امت مسلمہ کے لیے نفع بخش فرمائے اور قبول خاص وعام فرمائے۔ آمین

محتاج دعا

حسین احمد قاسمی

ابن حافظ و مولوی عبد القیوم صاحب قاسمی

مقام کنچن پور، پوسٹ سکھویا، ضلع بلرام پور (یوپی)

۲۹؍شوال ۱۴۲۵ھ بروز سنیچر

Scanned by CamScanner

مقدمہ

بہ قلم: حضرت مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی دامت برکاتہم

استاذ فقہ وادب جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا

اللہ تعالیٰ کا دین اس کے برگشتہ بندوں تک پہنچانا ہر بڑے کی ذمہ داری ہے۔ "کلُّکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیته" حدیث رسول کے تحت ہر بڑے پر اپنے ماتحتوں کے دین کی حفاظت ایک امر لابدی ہے۔

اس فریضے کی ادائیگی دوشکلوں سے ہوتی ہے۔ ایک تحریر، دوسرے تقریر۔ مولانا حسین احمد قاسمی گونڈوی مدظلہ استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا نے اسی فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے پیش نظر مدارس و جامعات کے نونہالوں اور عربی مدارس میں زیر تعلیم طالبانِ علوم نبوت کے لیے انتہائی ضروری مضامین پر مشتمل تقریروں کا ایک مختصر مگر جامع مجموعہ تیار کیا ہے۔ جس مین نہایت سہل زبان میں بچوں کو تقریریں یاد کرانے کا جامع منصوبہ مدنظر ہے۔ اس مجموعے کا نام "پُرکیف تقریریں" ہے۔ اور یہ مجموعہ مولانا موصوف کی تحریری دنیا میں پہلی کاوش ہے۔

کتاب مختصر مگر جامع ہے، اس پر جامعہ اکل کوا کے ایک موقر استاذ مولانا باب الدین صاحب قاسمی کی تقریظ بھی ہے، اس تقریظ کے بعد مزید کچھ تحریر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی لیکن مؤلفِ کتاب کے دوست مولانا عبدالرحمٰن مظاہری بستوی کے شدید اصرار نے راقم سطور کو قلم برداشتہ چند سطریں حوالۂ قلم کرنے پر مجبور کیا۔

Scanned by CamScanner

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی تحریری دنیا میں اس پہلی کاوش کو قبول فرمائے۔ والدین، دوست، احباب، اساتذہ اور مخلصین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ نیز مولانا کا قلم کبھی تعب و تھکن سے آشنا بھی نہ ہو۔

آمین یارب العالمین۔

افتخار احمد قاسمی بستوی

استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا

۹/ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات

مطابق ۲۳/دسمبر ۲۰۰۵ء بعد نماز مغرب

بمقام: گوشۂ عافیت، جامعہ اکل کوا

تعارف جناب مولانا حسین احمد صاحب قاسمی گونڈوی

تصنیف لطیف

(از ولی اللہ ولی قاسمی بستوی، استاذ جامعہ اکل کوا)

خطابت کا انوکھا فن، بڑی تاثیر رکھتا ہے
خطیب اپنی خطابت میں، حسیں تعبیر رکھتا ہے
مدلل اور پر تاثیر جو تقریر ہوتی ہے
وہ باطل کی رگِ جاں کے لیے شمشیر ہوتی ہے

خطیبِ ناز، پوری قوم کا سرتاج ہوتا ہے
خطابت کے جہاں میں صاحبِ معراج ہوتا ہے
خطابت سے مخالف قوم کا رُخ موڑ دیتا ہے
وہ زورِ نطق سے باطل کا پنجہ موڑ دیتا ہے

مدارس میں اسی مقصد سے سکھلاتے ہیں تقریریں
بڑوں سے طلبہ دیں آ کے لکھواتے ہیں تقریریں
حسین قاسمی نے لکھیں پر تاثیر تقریریں
دلوں میں نقش ہو جاتی ہیں خوش تعبیر تقریریں

گل خوش رنگ سے گلشن خطابت کا جمایا ہے
دلوں پر خوشنما سکہ بلاغت کا جمایا ہے
حسیں تر کلمۂ توحید کی تفسیر فرمائی
عقائد اور ایماں کی حسیں تعبیر فرمائی

نمازِ پنجگانہ کی افادیت بتائی ہے
مسلمانوں کے ذمہ اس کی فرضیت بتائی ہے

نمایاں کردیا ہے، حفظ قرآں کی فضیلت کو
کیا واضح حسیں انداز میں علم شریعت کو

نظامِ زندگی کیسا تھا سلطانِ مدینہ کا
سلام اسلام میں پیغام ہے دل کے سکینہ کا

حسین انداز میں یہ آٹھ تقریریں مکمل ہیں
بڑی تاثیر ہے ان میں مفصل ہیں مدلل ہیں

کتابِ پُر اثر ہے، یہ انوکھی ہے نرالی ہے
خطابت کے جہاں میں ایک نقشِ بے مثالی ہے

برائے طالبانِ علمِ دیں ہے تحفۂ ذریں
برائے عالمانِ دین حق ہے ہدیۂ سیمیں

حسینِ قاسمی کی محنتوں کا یہ نتیجہ ہے
خلوصِ اندروں اور جذبِ صادق کا نتیجہ ہے

مدارس کے کتب خانوں میں یہ زرّیں اضافہ ہے
عجالہ نافعہ ہے یہ، برائے استفادہ ہے

یہ وہ تحفہ ہے جس پر طلبہ دیں ناز فرمائیں
دلوں میں سامعیں کے پیدا سوز وساز فرمائیں

ولی کی ہے دعا، دنیا میں نقشِ جاودانی ہو
مصنف کے لیے ارزاں، خدا کی مہربانی ہو

Scanned by CamScanner

کلمۂ طیبہ

لآ الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ. وَلَمْ يُوْلَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"

صدر محترم! حاضرین مجلس! وسامعین کرام اور عزیز دوستو!

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے ۞ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

صدر محترم، حاضرین جلسہ! اور عزیز دوستو!

آپ کو معلوم ہے کہ انسان حلقۂ اسلام میں چند الفاظ اپنی زبان سے ادا کر دینے کے بعد داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہ چند الفاظ یہ ہیں۔ لا اِلٰــہ الا اللّٰــہ محمد رسول اللــہ ان کے ادا کرتے ہی انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ پہلے وہی انسان جو نافرمان تھا اب فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ پہلے کافر تھا اب مسلمان ہو جاتا ہے۔ پہلے ناپاک تھا اب پاک ہو جاتا ہے۔ پہلے خدا کے غضب کا مستحق تھا اب اس کا پیارا ہو جاتا ہے۔ پہلے دوزخ کا مستحق تھا اب جنتی ہو جاتا ہے۔ اب ذرا اس بات پر غور کیجیے کہ اتنا نمایاں فرق کس وجہ سے ہوا ہے؟ اور کیوں ہوا؟ آخر اِن الفاظ میں کون سا اثر ہے جس نے اتنا بڑا فرق پیدا کر دیا۔ یہ کوئی جادو یا منتر ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ہی آدمی کی کایا پلٹ جائے، کہ پہلے باغیوں میں شمار ہوتا تھا۔ اور اب وفاداروں میں شامل کر دیا جائے، اوپر کے چند

Scanned by CamScanner

الفاظ ادا کرنے کے بعد زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔

میرے بزرگو اور دوستو! ذرا سمجھ سے کام لیں گے، تو آپ کی عقل خود فیصلہ کردے گی، کہ محض زبان سے ادا کرنے پر یہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دل سے اقرار نہ ہو، اس کے معنی دل میں نہ اُتریں اور جب تک کے اخلاق وعادات نہ بدلیں ان الفاظ کی ادائیگی بے سود ہوگی۔ بقول مولانا رومؒ:

برزباں تسبیح، ودردل گاؤخر　　　　ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

یعنی زبان پر اللہ اللہ اور دل میں دغا، تو ایسی تسبیح سے کچھ فائدہ نہیں۔ بقول شاعر

توحید تو یہ ہے، کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لیے ہے

پیاسا آدمی خالی لفظ پانی پانی کہنے سے سیراب نہیں ہو سکتا۔ بھوکا آدمی صرف لفظ روٹی روٹی کہنے سے سیراب نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ کھا پی نہ لے۔ دنیا کی ہر چیز قوتِ عمل کی محتاج ہے۔ بقول مولانا رومؒ

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد　　　　ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

یعنی کہ کوئی چیز خود بخود نہیں بنتی۔ خالی لوہے سے خود بخود تلوار نہیں بنتی۔

بس خدا کا محبوب، جنت کا مستحق، دوزخ سے بچنے والا، شفاعت کا مستحق، حوضِ کوثر کا متمنی اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب الفاظ کے ادائیگی کے ساتھ عمل بھی کرے، اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کو ٹھکرا کر خدا کے حکم کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دے، اور اچھی طرح سے یہ احساس ہو کہ میں اپنے خدا کے سامنے دنیا کے روبرو اپنے بندہ اور غلام ہونے کا اقرار کر رہا ہوں۔ اپنی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری اور جانثاری کا عہد نامہ لکھ رہا ہوں۔ اپنے اس عہد اور اقرار کے بعد

ساری زندگی پر اس کا قبضہ ہو جانا چاہیے۔ پھر اپنے دل ودماغ میں کسی ایسی بات کو جگہ نہ دینی چاہیے جو اس کلمہ کے خلاف ہو۔ پھر اس اقرار کرنے کے بعد اب کافروں کی طرح آزاد نہیں کہ جو چاہو کرو، بلکہ اس کلمے کے پابند ہو کہ وہ جو کہے کرو، اور جس سے وہ منع کرے اس کو چھوڑ دو اس طرح کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے۔ اور کلمہ ہی اسلام کی بنیاد ہے، اسی کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوتا ہے، اور کوئی شخص حقیقت میں پورا مسلمان اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اس کلمہ کو پوری طرح سمجھ کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق نہ بنالے، اور اپنے عقیدوں کو درست نہ کرلے۔ اللہ کے سوا کسی کو اپنا مالک حقیقی، وحاجت روا، مشکل کشا فریادرس اور حامی ومددگار، ولی کارساز نہ سمجھے۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع ونقصان پہنچانے والا نہ سمجھے۔ کسی سے خوف نہ کرے۔ کسی پر توکل وبھروسہ نہ کرے۔ کسی سے امیدیں وابستہ نہ رکھے۔ کسی سے دعا نہ مانگے۔ کسی کی پناہ نہ ڈھونڈھے، کسی کو مدد کے لیے نہ پکارے، کسی کے آگے سر نہ جھکائے، کسی کی پرستش نہ کرے، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بادشاہ مالک الملک نہیں۔ اس کے سوا کسی کو حاکمیت کا حق نہیں۔

غرض کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے بعد اپنی آزادی وخودمختاری سے دست بردار ہو جائے، اور اپنے نفس کی بندگی کو چھوڑ کر اللہ کا بندہ بن جائے، اور اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک ومختار نہ سمجھے، بلکہ ہر چیز پر حتی کہ اپنے اعضاء اور جسمانی قوتوں کو بھی اللہ کی مِلک اور اس کی امانت سمجھے۔ اور اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جوابدہ سمجھے کہ ان سب چیزوں کا حساب مالک حقیقی کے سامنے دینا ہے۔ غرض زندگی کے ہر معاملہ میں صرف اللہ کی ہدایت کو ہدایت اور اس کے مقرر کیے

Scanned by CamScanner

ہوئے ضابطہ کو ضابطہ تسلیم کرے اور ہر اس طریقہ کو رد کردے جس کا اللہ کی طرف سے ہونا ثابت نہ ہو۔ اور یہ تمام چیزیں ہم کو شاہ مدینہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وعمل سے ان کی زندگی کے ہر پہلو سے معلوم ہوگا۔ ان کے حکم کو بے چوں وچرا قبول کرے جیسا کہ پروردگارِ عالم نے اپنے کلام میں فرمایا ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهُ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ دوسری جگہ فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمُ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ میری راہ پر چلو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، اور وہ تمہارے گناہ کو بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں خدا کی کتاب، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو حجت قرار دے۔ جو خیال یا عقیدہ کتاب وسنت کے مطابق ہے اس کو اختیار کرے، جو اس کے خلاف ہو اس کو ترک کردے، اور جو بات یا جو کام ہو وہ سب سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔

جب ہمارا ہر قول وفعل سنت کے مطابق ہو جائے تب سمجھے کہ حقیقت میں ہم نے کلمہ پڑھا۔ کیا خوب اللہ تعالیٰ نے کلمہ کی شان بیان فرمائی۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَاءِ، تُؤْتِیْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ م بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ ○ یعنی کلمہ طیبہ کی

مثال ایسی ہے جیسے کوئی اچھی ذات کا درخت ہو، جس کی جڑیں زمین میں خوب جمی ہوں، اور جسکی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہوں، خود درخت پروردگار عالم کے حکم سے پھل پر پھل وقت پر لائے چلا جاتا ہو، اور کلمۂ خبیثہ ایسا ہے جیسے ایک قسم کا پھوہڑ درخت جسکی جڑیں اوپر ہی اوپر ہوتی ہیں، اور ایک اشارہ میں جڑ چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ اسکی جڑ گہری جمی ہوئی نہیں ہوتی، پروردگار عالم نے کلمۂ طیبہ کی کیسی عمدہ مثال بیان فرمائی کہ اس کے بعد اسکا ہر عمل آسمان پر چڑھتا ہے اور ہر وقت اسکا عمل مثل عمدہ پھل کے پیدا ہوتا رہتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے تَدَّعُوْنَ تک ٥ یعنی جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں، کہ تم بھی کچھ اندیشہ اور غم نہ کرو، بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، ہم تمھاری دیناوی زندگی میں بھی تمھارے رفیق تھے، اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ جس چیز کا تمھارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب جنت میں موجود ہے، یعنی جن لوگوں نے پڑھا اور اللہ تعالی کے رب ہونے کا اقرار کیا اور پھر اس پر جمے رہے اور اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت گذاری، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بے خوفی اور ہمدردی کا وعدہ ہے اور جنت کی بشارت ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جب مومن کی روح نکالنے کے لیے فرشتے آتے ہیں، اس وقت روح سے کہتے ہیں، اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی، چل خدا کی بخشش اور اسکی نعمت کی طرف، اور چل اس خدا کیطرف جو تجھ سے ناراض نہیں، اور تمہیں خوشخبری سناتے ہیں، کہ تم جنتی ہو تمہیں سچا اور صحیح وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ فرشتوں کی یہ بات سن کر اپنے انتقال کے وقت وہ

Scanned by CamScanner

خوش ہو جاتے ہیں کہ تمام برائیوں سے بچے اور تمام بھلائیاں حاصل ہوئیں۔ غرض خوف امن سے بدل جائے گا، آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، دل مطمئن ہو جائے گا۔ قیامت کا خوف وہراس دور ہو جائے گا۔ اعمالِ صالحہ کا بدل اپنی آنکھوں سے دیکھے گا اور خوش ہوگا۔ الحاصل موت کے وقت قبر میں اور قبر سے اُٹھتے ہوئے ہر وقت رحمت کے ملائکہ اس کے ساتھ رہیں گے، اور کہیں گے، کہ ہم تمہاری زندگی میں بھی رفیق اور ہمدرد تھے، تمہیں نیکی کی راہ بتاتے تھے۔ خیر کی طرف رہنمائی کرتے تھے، اور تمہاری حفاظت کرتے رہتے تھے، اور اُسی طرح تمہاری اس آخرت کی زندگی میں بھی ہر جگہ ساتھ رہیں گے جب تک تم کو نعمتوں والی جنت میں نہ پہنچادیں۔

کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں۔ اول لا الٰہ الا اللہ دوسرے محمد رسول اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا اپنی طرف سے کسی کو حکم دینے کا اختیار نہیں، یعنی حکم ماننے کے قابل اللہ کے سوا کوئی نہیں، بلکہ صرف اللہ ہی ایسی ذات ہے جس کی حکومت، جس کا قانون، جس کے فیصلے تسلیم کیے جائیں، حق تعالیٰ خود فرماتا ہے: أَلاَ لَـهُ الْأَمْرُ ۝ جب اس نے پیدا کیا ہے تو حکومت کرنے کا بھی اسی کو حق حاصل ہے۔ اگر بادشاہ کی اطاعت کی جائے تو محض اس بناء پر کہ اللہ نے اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے: اَطِيْـعُـوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِيْ الْأَمْـرِ مِـنْـكُمْ ۝ اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور اپنے میں سے اپنے حاکم اور بادشاہ کی تابعداری کرو۔ اگر ماں باپ کی دلداری اور دلجوئی کی جائے تو صرف اس بناء پر کہ اللہ نے ان کی دلداری اور دلجوئی کا حکم دیا ہے۔ وَقَـضـیٰ رَبُّـكَ اَلَّا تَـعْـبُـدُوْا اِلَّا اِيَّـاهُ وَبِـالْوَالِدَيْنِ اِحْسَـانًـا ۝ اسی طرح بیوی بچوں کی

پرورش اس بناء پر کی جائے کہ احکم الحاکمین کی طرف سے اس پر ذمہ داری ہے۔ عورت اپنے خاوند کی اطاعت صرف اس بناء پر کرے کہ اللہ نے خاوند کو عورت پر حاکم بنایا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ○ سود، جوا، چغل خوری، رشوت، حرام خوری، جھوٹ، زنا، چوری، غیبت، چغلی، بہتان، شراب نوشی وغیرہ اس لیے قابل ترک ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اور جب مسلمان نے ان معنوں کو سمجھتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کا دل اور زبان سے اقرار کیا، تو اس پر لازم آتا ہے کہ اتنی آزادی اور خودمختاری کو خاک میں ملائے، یعنی اپنی خواہشات نفسانی کو اللہ کے حکم کے مقابلے میں ٹھکرادے، اور اللہ کا بندہ بن کر رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ تم مومن نہ ہوگے جب تک کہ تمہاری خواہشات مری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔ جو چیز خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو، اور اچھی ہو، وہی اس کے نزدیک بھی پسندیدہ، اور جو چیز خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہو، وہی اس کے نزدیک بھی بری ہو۔ اوا پنے اخلاق میں برتاؤ میں تمدن اور معاشرت کلچر اور سیاست میں اپنی نشست و برخاست، اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے میں غرض یہ کہ زندگی کے ہر پہلو میں صرف اللہ کی ہدایت کو اور اس کے احکامات کو قبول اور تسلیم کرے۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دین   خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

نماز عبادت ہے لیکن جب تک اللہ کے حکم کے ماتحت نہ ہو ورنہ طلوع، زوال اور غروب کے وقت یہی نماز ممنوع ہو جاتی ہے۔ روزہ بے شک بہت بڑی

عبادت ہے، لیکن جب تک قانون کے ماتحت ہو، ورنہ عید کے دن اور بقرعید کے چار دن ۱۰ ر سے ۱۳ ر تک حرام ہے۔ جہاد اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، لیکن جب اللہ کے نام کی بلندی کے لیے ہو ورنہ یہی جہاد ممنوع ہے۔ بیوی سے صحبت کرنا بے شک ثواب ہے لیکن حیض کے دنوں میں یہی صحبت حرام ہو جاتی ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذیً فَاعْتَزِلُوْا النِّسآءَ ○ بیوی سے محبت کرنا، اور اس کے حقوق کو ادا کرنا یقیناً ثواب ہے لیکن جب تک اللہ کی طرف سے اجازت ہو۔ حضرت حنظلہؓ بیوی سے پہلی رات کی ملاقات میں مصروف ہیں، لیکن جہاد میں جانے کے بابت منادی کی آواز سن کر بیوی کے پاس سے جدا ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ بس اب ہماری اور تمہاری محبت ختم۔ اب اللہ کی طرف سے اجازت نہیں کہ تمہارے پاس رہوں، اور یہ کہہ کر جہاد میں جا کر شہید ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ مکرمہ کے غیر آباد جنگل میں چھوڑ کر واپس ہوتے ہیں بیوی کہتی ہے: آخر میرا قصور کیا ہے؟ جو اس لق ودق میدان میں مجھے اور اس شیر خوار بچے کو چھوڑ کر جا رہے ہو تو فرماتے ہیں: کہ اللہ کا حکم اسی طرح ہے۔ بچوں سے اسی وقت تک محبت ہے جب تک اللہ کا حکم ہو، ورنہ کیسے بچے اور کیسی ان کی محبت۔ یہی ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو محض اللہ کے حکم سے ذبح کرنے کے لیے لے گئے، اور ان کے گلے پر چھری چلا دی، لیکن اللہ نے اپنے بندے کی آزمائش کی تھی اس لیے چھری کچھ کاٹ نہ سکی۔

صدیق اکبرؓ سے ان کے لڑکے نے اسلام لانے کے بعد کہا کہ ابا

Scanned by CamScanner

جان! جنگ کے اندر فلاں موقعہ پر آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے۔ میں نے صرف باپ سمجھ کر آپ کو چھوڑ دیا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا: خدا کی قسم اگر تو میری تلوار کی زد میں آ جاتا تو اللہ کے حکم سے میں تجھے کبھی بھی نہ چھوڑتا۔

بھائیو! دنیا کے اندر جو کچھ ہے سب ملعون و مردود ہے۔ مگر خدا کی یاد یا علم کا سیکھنا اور سکھانا جو انسان کے لیے کافی ہو، نیز تھوڑی دنیا اس سے بہتر ہے کہ انسان بہت سامال جمع کرے، اور وہ خدا کی یاد سے غافل کر دے، اسی لیے ہر صفت میں درمیانی درجہ کا جو حکم ہے وہ اسی راز کی وجہ سے ہے، تو اب دل پر نظر کرنی چاہیے کہ سب سے پھر کر اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کی خود حقیقت یہی ہے۔

اس تقریر سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مسلمان کی شان یہ ہے، کہ اگر وہ کسی کام کو کرتا ہے تو اللہ کے حکم کے ماتحت، اور اگر چھوڑتا ہے تو اللہ کے حکم کے ماتحت، اس کے نزدیک ثواب کی وہی چیز ہے جس کے ثواب دینے پر اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے، اور وہ چیز بے چون و چرا قابل عذاب اور قابل نفرت ہے، جس کی بابت اللہ نے عذاب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے حجر اسود میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے، اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے، لیکن خدا کی قسم اگر میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو کبھی بھی میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ جب بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم ہوتا ہے بیت المقدس کو قبلہ بنالیا جاتا ہے، اور جب وہاں سے ہٹا کر کعبہ شریف کو قبلہ بنایا جاتا ہے صحابہ کرامؓ نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی بے چون و چرا بیت المقدس سے منھ پھیر کر خانۂ کعبہ کی

Scanned by CamScanner

طرف رخ کر لیتے ہیں۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا ... الخ

حاصل یہ ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کا دل کے ساتھ اقرار کرنے والا بغاوت کے درجہ سے نکل گیا۔ اور اب وہ باغی نہیں رہا۔ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے بعد اگر خلاف قانون کرتا ہے تو قانوناً مجرم ضرور ہے، لیکن احکم الحاکمین کا باغی نہیں، اور باغی کی سزا اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، اور اسکی زندگی ختم کردی جائے، اور قانونی مجرم کی کوئی نہ کوئی حد ضرور ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص موجودہ قانون میں چوری کرنے والا سال دو سال کے بعد جس درجہ کا مجرم ہوگا سزا بھگتنے پر اپنے مکان آجائے گا۔ لیکن باغی کے لیے سوائے سولی اور پھانسی کے کوئی سزا نہیں ہے۔ اسی بناء پر اللہ کی عدالت سے باغی (جو شخص اللہ کی توحید کا اقرار نہیں کرتا) اس کے لیے یہی فیصلہ ہوگا کہ اس کی آخری زندگی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ڈال کر ختم کردی جائے۔ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○ جو لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے والے ہیں وہ باغی نہیں، ان سے اگر کوئی حرکت خلاف قانون سرزد ہو جاتی ہے تو اس کو ایک مخصوص سزا دے کر یا معاف کر کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

غرض یہ کہ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے بعد ہمارا لینا دینا، محبت و دشمنی کا معیار صرف اللہ کے حکم کے ماتحت ہونا چاہیے۔ سرکارؐ نے فرمایا مَن اعطیٰ للّٰہ ومنع للّٰہ واحب للّٰہ وابغض للّٰہ فقد استکمل الایمان اللہ واسطے دیا، اور اللہ واسطے روکا، اور اللہ ہی کے لیے محبت کی، اور خدا ہی کے لیے دشمنی کی، تو یقیناً اس کا ایمان کامل اور مکمل ہے۔ اور جس شخص میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے بعد یہ تبدیلیاں پیدا نہ ہوں۔ وہ صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

اس کلمہ کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو احکام دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں ان کو حق جانیں، اور حرزِ جان بنالیں، اور جن امور سے منع فرمادیں تو رُک جائیں، چاہے کتنی ہی بھلی معلوم ہوں۔ حق تعالی شانہ فرماتے ہیں: مَـا آتٰـكُمُ الـرَّسُـوۡلُ فَـخُذُوۡهُ وَمَانَهَا كُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیں اس کو لے لو اور جس سے روکیں اُس سے رُک جاؤ۔

برادرانِ اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی اور رہنمائی اس طرح تسلیم کیجئے جس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنے زمانہ میں اطاعت کی مثال قائم کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ میں اپنی ہر پیاری چیز کو ٹھکرا دینے میں کوئی تامل نہ کی۔ بھائیو! کون واقف نہیں کہ عرب کے لوگ شراب کے کس قدر شوقین اور دلدادہ تھے۔ خصوصاً شرابی اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ شراب جیسی چیز ایک دم چھوڑ دینا کس قدر مشکل کام ہے، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے منادی آواز دیتا ہے کہ سب لوگ اپنی شراب کو بہادیں، اور شراب کے مٹکوں کو توڑ دیں، تو اس آواز کو سن کر انہوں نے سمجھا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کا دل سے اقرار کر چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ ہے۔ چناں چہ تمام مسلمانوں نے اپنی شرابیں بہادیں، مٹکے توڑ دیئے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہتی پھرتی تھی جیسے کہ بارش کے زمانہ میں پانی بہتا ہے۔

بھائیو! کس کو معلوم نہیں کہ وطن کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا کوئی آسان کام نہیں۔ پھر طرہ یہ کہ جائداد اور مکان بیوی بچے اور جملہ عزیز واقارب کو چھوڑ

Scanned by CamScanner

کہ صرف فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بناء پر ہجرت اختیار کرنا کس قدر مشکل کام ہے۔ لیکن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کرنے والے خوب سمجھتے تھے، کہ ہم کس چیز کا اقرار کر چکے ہیں، اور اس اقرار کے کرنے کے بعد ہم پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ چناں چہ جب مکہ مکرمہ چھوڑ کر حبشہ جانے کا حکم ملتا ہے تو خوشی خوشی حبشہ پہنچ جاتے ہیں، اور جب کچھ روز کے بعد حکم ملتا ہے کہ اب مکہ مکرمہ کی رہائش چھوڑ کر سب لوگ مدینہ منورہ آجائیں، تو ہزاروں کی تعداد میں مہاجرین اپنے گھروں، اپنے بال بچوں، مال و دولت اور کاروبار چھوڑ کر سب کے سب مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہیں، اور پردیس کی تکلیفوں اور مشقتوں کی ذرہ برابر پرواہ بھی نہیں کرتے۔

برادرانِ اسلام! دنیا میں جان کے بعد مال کا درجہ ہے۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ اسی کی خاطر کرتا ہے، لیکن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والے اس کو بھی خاطر میں نہیں تھے۔ چنانچہ حضرت صہیبؓ نے جب ہجرت کا ارادہ فرمایا اور کفار قریش کو آپ کی ہجرت کا علم ہوا تو یہ لوگ آپ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے صہیب! جب تم مکہ میں آئے تھے، اس وقت تم فقیر تھے، اور کوئی تم کو پوچھتا بھی نہ تھا۔ تم ذلیل و بے عزت تھے، کوئی تم کو عزت کی نظر سے دیکھتا نہیں تھا۔ اب تم نے جتنی دولت جمع کی ہے وہ ہمارے ہی اندر رہ کر کمائی ہے، اور ہمارے اندر رہ کر جو تم نے مال کمایا ہے اسی کے باعث تمہاری عزت بھی بنی ہے، اب تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے مال اور جان دونوں کو ہم سے بچا کر لے جاؤ تو خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس پر حضرت صہیبؓ نے ان سے فرمایا کہ بتلاؤ تمہارا منشاء کیا ہے؟ اگر میں تمام اپنی کمائی ہوئی دولت تمہارے حوالہ کردوں، اور تم کو

اس کا مالک ومختار بنادوں، پھر تم کو میرے جانے پر کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟ کفار قریش نے کہا ہاں پھر ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ اس پر حضرت صہیبؓ نے فرمایا۔ جاؤ میں نے اپنا تمام مال تم کو دے دیا۔ چناں چہ تمام مال واسباب سے ہاتھ جھاڑ کر شاداں وفرحاں مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ سبحان اللہ! کیا ایمان تھا؟ اللہ ہمیں بھی ایسا ایمان ویقین عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Scanned by CamScanner

نماز

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی النبی الامین، وعلی آلہ الھادین واصحابہ الذین شادوا الدین، اما بعد!

فقد قال اللہ تعالی فی القرآن الکریم والفرقان الحمید، اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم : ”اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ“ وقال تعالی : ”اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتَاباً مَوۡقُوۡتَا“ صدق اللہ العظیم• وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ”الفرق بین العبد والکفر ترک الصلوٰۃ“ أو کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام•

صدر محترم، حاضرینِ محفل اور عزیزانِ گرامی قدر!

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کے بعد سب سے اوّل مطالبہ نماز کا ہے۔ جب آپ نے بندہ اور غلام ہونے کا اقرار کرلیا تو اب آپ کسی وقت کسی حال میں اس کی بندگی سے آزاد نہیں ہوسکتے۔ جس طرح آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک اللہ کا بندہ ہوں، اور باقی وقت میں اس کا بندہ نہیں ہوں، اسی طرح آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں وقت اس کی اطاعت کروں گا، اور فلاں وقت اس کی اطاعت نہیں کروں گا، یا یہ کہ فلاں حکم تو مانوں گا اور فلاں نہیں، کیونکہ آپ اس کے پیدائشی غلام ہیں اسی نے آپ کو پیدا کیا ہے جب کہ پروردگارِ عالم نے فرمایا: نحن خلقنکم فلو لا تصدقون ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تو اب

کیوں یقین نہیں کرتے۔ پیدا کرنے کا منشا اور مقصد بندگی کرانا ہے جیسا کہ فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ کہ ہم نے جن اور انسان کو صرف بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا آپ کی تمام زندگی اس کی عبادت اور بندگی میں گذرنی چاہیے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

اور ایک لمحہ بھی اس کی عبادت سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ بھائیو! اس کا مطلب آپ یہ نہ سمجھتے کہ دنیا کے کام کاج سے الگ ہو کر کسی جنگل یا کونے میں یا کسی مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرے، اور دنیا کے ہر کام کو چھوڑ کر علاحدہ ہو جائے۔ ہرگز یہ مطلب نہیں ہے بل کہ دراصل عبادت کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں آپ جو کچھ کریں خدا کے قانون کے مطابق کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْ فِيْ السِّلْمِ كَافَّةً اے ایمان والو! دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ یعنی آپ کا سونا، جاگنا، کھانا، اور پینا، چلنا، پھرنا آپ کا خریدنا اور فروخت کرنا آپ کا لینا دینا غرض یہ کہ سب کچھ خدا کے قانون کے مطابق ہو، جب آپ اپنے گھر میں بیوی، بچوں، بھائیوں، بہنوں، عزیز رشتہ داروں کے ساتھ ہوں تو ان سے اس طرح پیش آئیں جس طرح خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ جب آپ اپنے دوستوں میں ہوں اس وقت بھی آپ کو خیال رہے کہ ہم خدا کی بندگی سے آزاد نہیں ہیں۔ جب آپ روزی کمانے کے لیے نکلیں، جب آپ اپنی دوکان اور کارخانہ میں لوگوں سے لین دین کریں اس وقت بھی ایک ایک بات اور ایک ایک کام میں خدا کے احکام کا خیال رکھیں، اور کبھی بھی اس حد سے نہ بڑھیں جو خدا نے مقرر کر دی ہیں۔

Scanned by CamScanner

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.

یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ سو اِن سے آگے نہ بڑھو جو لوگ اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے بڑھ جائیں سو وہی ظالم ہیں۔ جب آپ تنہائی میں ہوں، اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو، اس وقت آپ کو یاد رہے کہ خدا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ جب آپ جنگل میں جا رہے ہوں، اور وہاں کوئی جرم اس طرح کر سکتے ہوں جہاں نہ کسی گواہ کا کھٹکا ہو، نہ کسی دیکھنے والے کا ڈر ہو، نہ کوئی پکڑنے والا ہو، اور نہ کوئی منع کرنے والا ہو، اس وقت محض پروردِگار عالم کے ڈر سے اس گناہ اور جرم سے باز رہیں۔ جب آپ جھوٹ، فریب، دھوکا، بے ایمانی اور ظلم سے بہت سا فائدہ حاصل کر سکتے ہوں اس وقت بھی خدا سے ڈریں، اور اس فائدہ کو صرف اس لیے چھوڑ دیں کہ خدا اس سے ناراض ہوگا، جب آپ کو سچائی اور ایمانداری میں سراسر نقصان پہنچ رہا ہو تو اس وقت بھی آپ نقصان اُٹھانا گوارا کرلیں، صرف اس لیے کہ خدا اس سے خوش ہوگا، تو دنیا کو چھوڑ کر تنہائی کے گوشوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہلانا پوری عبادت نہیں ہے، بلکہ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر خدا کے قانون کی پابندی کرنا عبادت و بندگی ہے۔ دنیا کی زندگی میں جہاں خدائی قانون کو توڑنے کے بے شمار مواقع اور بڑے بڑے فائدوں کے لالچ سامنے ہوں، اور قانونِ خداوندگی پر عمل کرنے میں نقصان کا خوف ہو، اس وقت قانون کی پیروی کرو۔ پروردگارِ عالم نے فرمایا: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ الخ...... لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ یعنی جب نماز ختم ہوجائے تو زمین میں سب پھیل جاؤ، اور اللہ کے فضل کو ڈھونڈو، یعنی حلال روزی کی تلاش میں دوڑ دھوپ

Scanned by CamScanner

کرو، اور اس دوڑ دھوپ میں بھی خدا کو کثرت سے یاد کرو، تا کہ تمھیں فلاح نصیب ہو۔ غرض عبادت و بندگی کسی مخصوص فعل تک محدود نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر کام اور ہر فعل میں پروردِگارِ عالم کے حکم کی تعمیل کا نام ہی عبادت و بندگی ہے۔ انسان کے ساتھ ہر وقت اس کا نفس اور شیطان لگا ہوا ہے۔ اور وہ خدا کی عبادت اور بندگی سے روکنے پر تلا ہوا ہے۔ اور وہ انسان کا دشمن ہے۔

محترم دوستو! اللہ رب العزت نے فرمایا: اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ. بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، تم بھی اس کو اپنا دشمن سمجھو، اور وہ تو اپنے گروہ کو محض اسی لیے بلاتا ہے کہ یہ بھی دوزخی ہو جائیں۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے اور فرمایا: وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اپنے نفس کے خواہش پر نہ چلو کیونکہ وہ تمھیں خدا کے راستہ سے ہٹا دے گا۔ خود شیطان نے قسم کھا کر کہا تھا: کہ میں سب کو گمراہ کروں گا۔ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ. ایک جگہ اور ارشاد فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ الخ...

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور نفس انسان کو باغی اور نافرمان بنانا چاہتے ہیں، اور ہر وقت اسی تاک میں لگے رہتے ہیں کہ انسان کو فحش اور منکرات میں مبتلا کریں، اس لیے ضرورت ہوئی کہ انسان کو فحش و منکرات سے بچنے کے لیے کوئی ہتھیار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ. یعنی نماز کے پابند

Scanned by CamScanner

ہو جاؤ، کیونکہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ یقیناً اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے، اور اس بات کی بھی ضرورت ہوئی کہ انسان کو دن میں کئی کئی بار اس کی یاد دلائی جائے کہ وہ کس کا بندہ ہے۔ اس یاددہانی کے لیے پروردگارِ عالم نے فرمایا: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ. اور دن کے دونوں طرف نماز کی عادت ڈالو، اور رات کے ٹکڑوں میں بھی۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ عقلمندوں کے لیے (ناصح) یعنی نصیحت ہے، غرض انسان کو نماز دن اور رات میں کئی مرتبہ یاددہانی کراتی ہے کہ تو خدا کا بندہ ہے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہے، چونکہ اس زندگی میں ہر ہر قدم پر خدا کے احکام بجالانے ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ آپ میں فرض شناسی کی صفت پیدا ہو، اور اس کے ساتھ آپ کو اپنا فرض مستعدی سے انجام دینے کی عادت ہو، جو شخص سمجھتا ہی نہ ہو کہ فرض کا کیا مطلب ہے؟ تو ایسا شخص کبھی بھی اپنا فرض ادا نہیں کرسکتا، اور جو شخص فرض کو تو جانتا ہے مگر اس کی تربیت اتنی خراب ہے، کہ فرض کو فرض جاننے کے باوجود اسے ادا کرنے کی پرواہ نہیں کرتا تو ایسے شخص سے یہ امید نہیں کی جاسکتی ہے، کہ وہ رات دن میں خدا کے حکموں کی بھی پابندی کر سکے گا۔ جن لوگوں نے فوج یا پولیس میں ملازمت کی ہے، ان کو معلوم ہے کہ ان دونوں ملازمتوں میں کس طرح ڈیوٹی ادا کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ رات میں کئی کئی بار بگل بجایا جاتا ہے، اور فوجیوں کو ایک جگہ حاضر ہونے کا حکم دیا جاتا ہے، اور ان سے پریڈ کرائی جاتی ہے۔ یہ سب اس لیے کہ ان کو حکم بجالانے کی عادت ہو، اور جو ان میں سے ایسے سست اور کاہل ہوں جو بگل کی آواز پر بھی اپنی جگہ بیٹھے

Scanned by CamScanner

رہیں، یا پریڈ کے وقت حکم کے مطابق حرکت نہ کریں، انہیں پہلے ہی ناکارہ سمجھ کر ملازمت سے علاحدہ کردیا جاتا ہے۔

اسی طرح دن رات میں اللہ کے بندوں کے لیے پانچ بار مؤذن نماز کا بگل بجاتا ہے، تاکہ اللہ کے بندے اس کو سن کر ہر طرف سے دوڑے چلے آئیں، اور ثابت کریں کہ وہ اللہ کے احکام ماننے کیلئے اس کی ڈیوٹی ادا کرنے کیلئے تیار ہیں، اور اپنے سے جو عہد کیا ہے اس کے پورا کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ جو مسلمان اس مؤذن کے بگل کو سن کر بیٹھا رہتا ہے، اور وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، وہ دراصل یہ ثابت کرتا ہے، کہ یا تو وہ فرض کو پہچانتا ہی نہیں، یا اگر پہچانتا ہے تو اس قدر سست و کاہل ہے کہ اپنے مالک کے فوج میں رہنے کے قابل نہیں۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو لوگ اذان کی آواز سن کر اپنے گھروں سے نہیں آتے میرا جی چاہتا ہے کہ جا کر ان کے گھروں میں آگ لگادوں، اور یہی وجہ ہے کہ دوسری جگہ فرمایا: اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْکُفْرِ تَرْکَ الصَّلٰوۃِ یعنی مسلمانوں اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا: لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَمَ وَعَلَمُ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ یعنی ہر چیز کی کوئی نہ کوئی پہچان ہوتی ہے، اور ایمان کی پہچان نماز ہے اور ایک جگہ فرمایا: اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَعْمَالِہِ الصَّلٰوۃُ یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود   اولیں پرسش نماز بود

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا

يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے لوگو! سجدہ میں گر جاؤ تو جو مومن نماز برابر پڑھا کرتے تھے وہ فوراً سجدہ میں گر جائیں گے، لیکن جو لوگ تندرست اور بھلے چنگے ہونے کے باوجود نمازیں نہیں پڑھتے تھے، ان کی کمر تختے کی مانند ہو جائے گی، اس وقت سخت کر دی جائے گی کافروں کے ساتھ وہ کھڑے رہ جائیں گے، ان پر عذاب گھر جائے گا۔ آنکھ اٹھا کر کچھ دیکھ بھی نہ سکیں گے، اور وہ شیطان ابلیس کے ساتھ ہوں گے۔ وہی شیطان جس نے ستر ہزار برس خدا کی عبادت کی تھی، لیکن تھوڑی سی بات کے لیے اپنے اعمال کو اکارت کر دیا تھا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

گیا ابلیس مارا، ایک سجدہ کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا

بھائیو! قیامت میں ایک بادشاہ کو خدا کے سامنے حاضر کیا جائے گا، جو کہ بے نمازی ہوگا، اس سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا، کہ اے میرے بندے تو نے دنیا میں کیوں نماز نہیں پڑھی؟ وہ بادشاہ عرض کرے گا کہ اے باری تعالیٰ میں کس طرح نماز پڑھتا جبکہ آپ نے مجھے سلطنت دی تھی، مجھے تو رعایا کے خدمت ہی سے فرصت نہیں ملتی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے، اے میرے فرشتو! تم لوگ جاؤ اور حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کو حاضر کرو۔ چنانچہ فرشتے فوراً یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کو حاضر کریں گے۔ باری تعالیٰ اس بے نمازی بادشاہ سے فرمائے گا، کہ کیا تو ہی ایک بادشاہی کرنے والا تھا، کیا یہ دونوں بادشاہت نہیں کرتے تھے؟ ہم نے ان دونوں کو

پوری دنیا کی بادشاہت دی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت تو ہوا پر بھی اُڑتا تھا، لیکن انہوں نے ہماری عبادت سے منہ نہیں موڑا۔ آج جو تو یہ عذر بیان کر رہا ہے تو غلط ہے۔ اے میرے فرشتو! اس کو جہنم میں لے جا کر ڈالو۔ چنانچہ فرشتے اس کو جہنم میں لے جا کر ڈال دیں گے۔

اسی طرح ایک اور شخص کو حاضر کیا جائے گا، باری تعالیٰ اس سے سوال کرے گا کہ اے میرے بندے! تو دنیا میں کیوں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ وہ بے نمازی عرض کرے گا، کہ اے اللہ میں نماز کس طرح پڑھتا، جبکہ آپ نے مجھے پوری زندگی بیماری میں ڈال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا، کہ اے فرشتو! تم لوگ جاؤ اور حضرت ایوب علیہ السلام کو حاضر کرو۔ چنانچہ فرشتے فوراً حضرت ایوب علیہ السلام کو حاضر کریں گے اللہ تعالیٰ اس بے نمازی بندے سے فرمائے گا، کہ ایک تو ہی بیمار تھا، کیا میرا ایوب نہیں بیمار رہتا تھا؟ ہم نے اس کو سترہ سال تک مسلسل بیماری دی تھی، حتیٰ کہ اس کے بدن میں کیڑے بھی پڑ گئے تھے، اس کے باوجود میرے بندے ایوبؑ نے کبھی بھی میری عبادت سے گریز نہیں کیا۔ آج جو تو یہ بہانہ کر رہا ہے کہ مجھے آپ نے بیمار بنایا تھا تو یہ دعویٰ غلط ہے۔ اے فرشتو! اس کو بھی لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔ فرشتے اس کو بھی لے جا کر جہنم میں ڈال دیں گے۔

اسی طرح ایک بندے کو اور حاضر کیا جائے گا، اور اس سے حق تعالیٰ دریافت کریں گے، کہ اے میرے بندے تو نے دنیا میں کیوں نماز نہیں پڑھی تھی؟ وہ بندہ عرض کرے گا، کہ اے خدائے پاک میں آپ کی نماز کو کس طرح سے ادا کرتا، جبکہ آپ نے مجھے بہت زیادہ بیٹے عنایت کیے تھے۔ میں انہیں بیٹوں کی پرورش میں رہ جاتا تھا۔ باری تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے اے میرے فرشتو! تم

لوگ جاؤ حضرت یعقوبؑ کو حاضر کرو۔ چنانچہ فرشتے جائیں گے، اور فوراً حضرت یعقوب علیہ السلام کو دربارِ ایزدی میں حاضر کریں گے۔ باری تعالیٰ اس بندے سے فرمائے گا، کہ دیکھ ایک تو بیٹے والا تھا یہ میرا یعقوبؑ بیٹے والا نہیں تھا، ہم نے تو اس کو بارہ بیٹے دیے تھے اس نے کبھی بھی ہماری عبادت سے گریز نہیں کیا۔ میری عبادت ہمیشہ کرتا رہا اب جو تو یہ عذر کر رہا ہے غلط ہے۔ اے فرشتو! اس کو بھی لے جا کر جہنم میں ڈال دو۔ چنانچہ فرشتے اسے بھی جہنم رسید کر دیں گے۔

پھر اسی طرح عدالت الٰہیہ میں ایک عورت پیش کی جائے گی، پروردگارِ عالم اس عورت سے سوال کرے گا کہ اے میری بندی! تو نے کیوں نماز نہیں پڑھی تھی؟ وہ بندی خدائے تعالیٰ سے عرض کرے گی، کہ اے سنسار کے مالک! میں آپ کی نماز کو کس طرح سے ادا کرتی، جبکہ آپ نے مجھے ایسا شوہر دیا تھا جو کہ بہت بدمزاج تھا، اگر مجھ سے ذرا بھی خطا ہو جاتی تھی تو سینے پر چڑھ بیٹھتا تھا۔ باری تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اے فرشتو! تم لوگ جاؤ اور حضرت آسیہؓ کو حاضر کرو، چنانچہ فرشتے فوراً جائیں گے اور حضرت آسیہؓ کو حاضر کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بے نمازی عورت سے کہے گا کہ ایک تیرا ہی شوہر بدمزاج تھا، یہ حضرت آسیہؓ کا شوہر فرعون جس نے دنیا میں خدائی دعویٰ کیا تھا، اور بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار انسانوں کا قتل کرا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے آج جو تو عذر کر رہی ہے تو یہ جھوٹ ہے۔ اے فرشتو! اس کو بھی لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔ چنانچہ فرشتے اسے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

فرشتے لے جائیں گے گنہگاروں کو دوزخ میں
ہر اِک انسان کے اعمال کا دفتر کھلا ہوگا

Scanned by CamScanner

برادرانِ اسلام! نماز کے فضائل کے بارے میں بھی سنیئے! ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا: کہ بتلاؤ اگر کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو، تو کیا اس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نمازوں کی بدولت سب گناہ معاف فرمادیتے ہیں، اور گناہوں کی گندگی دور کردیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خزاں کے موسم میں جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے دو شاخ کو پکڑلیا، اور ان کو ہلانے لگے، اس ہلانے کے باعث درخت کے پتے جھڑنے لگے، اور زمین پر گرنے لگے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوذرؓ! حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا جی حضورؐ! کیا ارشاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرا امتی جب نماز اس غرض سے پڑھتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہوجائے تو نماز سے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ گئے۔

حضرت ابومسعود انصاریؓ سے منقول ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نماز کا وقت آتا ہے تو اللہ رب العزت ایک فرشتہ سے منادی کراتے ہیں کہ اے لوگو! اُٹھو جو آگ تم نے گناہوں کی لگائی ہے اس پر پانی ڈالو اس کو بجھاؤ۔ نمازی تو اُٹھ کر وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے لیے گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے اور بے نمازی جیسے تھے، ویسے ہی رہ جاتے ہیں۔

ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ جس زمین پر نماز پڑھی جاتی ہے، تو وہ

Scanned by CamScanner

زمین کا حصہ اپنی چاروں طرف والی زمین پر فخر کرتا ہے، اور نہایت خوش ہو کر پھولے نہیں سماتا۔ پھر اس طرح اس کے خوشی کی انتہا ساتوں زمین تک ہوتی چلی جاتی ہے۔ صاحبِ زواجرؒ کہتے ہیں کہ جب کسی نے اوّل وقت میں نماز پڑھی تو اسی وقت یہ نماز نور بن کر آسمانوں سے گذرتی ہوئی عرشِ الٰہی کے قریب پہنچتی ہے، اور اس وقت سے قیامت تک نمازی کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے، اور اس نمازی کو کہتی رہتی ہے کہ اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔ امام شعرانیؒ فرماتے ہیں، کہ جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس نماز کے نور سے ایک فرشتہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اور اس فرشتے کی یہ ڈیوٹی لگائی جاتی ہے کہ وہ قیامت تک نماز پڑھتا رہے، تا کہ اس فرشتے کی نماز کا ثواب اُس نمازی کو پہنچتا رہے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز خاص اپنے سایہ میں رکھیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کو آخرت کی تکلیفوں سے محفوظ رکھیں گے، اور اپنے عرش کے نیچے اس کو جگہ دیں گے۔ وہ سات اشخاص یہ ہیں۔ (۱) انصاف کرنے والا امیر حاکم (۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی خرچ کی (۳) وہ دو شخص جن کی آپس میں محبت محض اللہ کے لیے ہو اور اس کی محبت میں دونوں جمع ہوتے ہوں، اور اس کی محبت میں دونوں علاحدہ ہوتے ہوں (۴) وہ نمازی جو نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا، لیکن دوسری نماز کے لیے اس کا دل مسجد میں اور وقت پر نماز ادا کرنے میں لگا ہوا ہو، (۵) وہ اللہ کا ذکر کرنے والا جو تنہائی میں اللہ کو روتے ہوئے یاد کرتا ہو (۶) وہ نوجوان جس کو خوبصورت عورت برے کام کے

Scanned by CamScanner

لیے دعوت دے، اور وہ عورت کو جواب دے کہ مجھے خدا کو منہ دکھانا ہے (۷) جس نے خدا کے لیے کوئی چیز خیرات اس طرح سے کی، کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہوا کہ داہنے ہاتھ نے کیا دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت دانیال علیہ السلام اپنے زمانہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی تعریف کرر ہے تھے، اور فرما رہے تھے، کہ وہ امت ایسی نمازیں پڑھے گی کہ اگر نوح علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھ لیتی، تو ہرگز طوفان میں غرق نہ ہوتی، اور اگر ہود علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھ لیتی، تو کبھی بھی آندھی کے طوفان میں گرفتار ہو کر ہلاک نہ ہوتی۔ ہم لوگوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کا دعویٰ کرنا نماز کے بغیر فضول ہے۔ نماز پڑھنا ہی ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق جوڑتا ہے اور ہم کو اس کی رحمت اور شفقت کا مستحق بناتا ہے۔

واخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين
السلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ

ایمان کی حفاظت کیسے ہو؟

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم : ”مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً“

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

سامعین کرام! حاضرین جلسہ! عزیزانِ گرامی قدر اور فرزندانِ اسلام!

ہر مسلمان یہ سچے دل سے سمجھتا ہے کہ دنیا میں خدا کی سب سے بڑی نعمت اسلام ہے، ہر مسلمان اس بات پر خدا کا شکر گذار ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس کو شامل کیا، اور اسلام کی نعمت اس کو عطا کی، خود اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنے بندوں پر اپنا سب سے بڑا انعام قرار دیتا ہے۔ چناں چہ قرآن شریف میں ارشاد ہوا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً ○ یعنی آج میں نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔ یہ احسان جو اللہ نے آپ پر فرمایا ہے اس کا حق ادا کرنا آپ پر فرض ہے، کیونکہ جو شخص کسی کا حق ادا نہیں کرتا وہ احسان فراموش ہوتا ہے، اور سب سے بدتر فراموشی یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کے احسان کا حق بھول جائے۔

عزیزو! اب آپ پوچھیں گے کہ خدا کے احسان کا حق کس طرح ادا کیا جائے؟ تو میں اس کے جواب میں کہوں گا، کہ جب خدا نے آپ کو امت محمدیہ

Scanned by CamScanner

صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کیا تو اس کے اس احسان کا صحیح شکر یہ ہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پیرو بنیں، جب خدا نے آپ کو مسلمانوں کی امت میں شامل کیا ہے اس کی اس مہربانی کا حق آپ اسی طرح سے ادا کر سکتے ہیں کہ آپ پورے مسلمان بنیں۔ اس کے سوا خدا کے اس احسان عظیم کا حق آپ کسی اور طریقہ سے ادا نہیں کر سکتے، اور یہ حق اگر آپ نے ادا نہ کیا تو جتنا بڑا خدا کا احسان ہے اتنا ہی بڑا اس کی احسان فراموشی کا وبال بھی ہوگا۔ خدا ہم سب کو اس وبال سے بچائے (آمین) اس کے بعد آپ دوسرا سوال یہ کریں گے کہ آدمی پورا مسلمان کس طرح سے بن سکتا ہے؟ اس کا جواب بہت تفصیل چاہتا ہے میں آپ کے سامنے وہ چیز بیان کرتا ہوں جو مسلمان بننے کے لیے سب سے مقدم ہے، جس کو اس راستہ کا سب سے پہلا قدم سمجھنا چاہیے۔

ذرا دماغ پر زور ڈال کر سوچیے ! کہ آپ مسلمان کا لفظ جو بولتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا انساں ماں کے پیٹ سے اسلام لے کر آتا ہے؟ کیا انسان صرف اس بنا پر مسلمان ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کا بیٹا اور مسلمان کا پوتا ہے؟ کیا مسلمان بھی اسی طرح مسلمان پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک برہمن کا بچہ برہمن پیدا ہوتا ہے، ایک راجپوت کا بیٹا راجپوت اور ایک چمار کا لڑکا چمار؟ کیا مسلمان کسی نسل یا ذات برادری کا نام ہے، کہ جس طرح ایک انگریز انگریزی قوم میں پیدا ہونے کی وجہ سے انگریز ہوتا ہے، اور ایک جاٹ قوم میں پیدا ہونے کی وجہ سے جاٹ ہوتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان صرف اس وجہ سے مسلمان ہو کہ وہ مسلمان نامی قوم میں پیدا ہوا ہے؟ یہ سوالات جو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں ان کا آپ کیا جواب دیں گے؟ آپ یہی کہیں گے، کہ نہیں صاحب مسلمان

اس کو نہیں کہتے، مسلمان نسل کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوتا، بلکہ اسلام لانے سے مسلمان بنتا ہے، اور اگر وہ اسلام چھوڑ دے تو مسلمان نہیں رہتا۔ ایک شخص خواہ برہمن ہو یا راجپوت انگریز ہو یا جاٹ۔ پنجابی ہو یا حبشی جب اس نے اسلام قبول کرلیا تو مسلمانوں میں شامل ہو جائے گا۔ اور ایک دوسرا شخص جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے اگر وہ اسلام کی پیروی چھوڑ دے تو وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جائے گا۔ چاہے وہ سید کا بیٹا ہو، یا پٹھان کا، انصاری کا ہو یا قاضی کا۔ کیوں حضرات آپ میرے سوالات کا جواب یہی دیں گے نا؟ اچھا تو اب خود آپ ہی کے جواب سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدا کی یہ سب سے بڑی نعمت جو آپ کو حاصل ہے، یہ کوئی نسلی چیز نہیں ہے کہ ماں باپ کی وراثت میں خود بخود آپ کو حاصل ہو جائے، اور خود بخود تمام عمر آپ کے ساتھ لگی رہے۔ خواہ آپ اس کی پرواہ کریں یا نہ کریں بلکہ یہ ایسی نعمت ہے کہ اس کے حاصل کرنے کے لیے خود آپ کی کوشش شرط ہے، اگر آپ کوشش کر کے اس کو حاصل کریں تو یہ آپ کو مل سکتی ہے، اور اگر اس کی پرواہ نہ کریں تو یہ آپ سے چھن بھی سکتی ہے (معاذ اللہ) اب آگے بڑھیے۔

آپ کہتے ہیں اسلام لانے سے آدمی مسلمان بنتا ہے، سوال یہ ہے کہ اسلام لانے کا مطلب کیا ہے؟ کہ جو آدمی زبان سے کہہ دے کہ میں مسلمان بن گیا ہوں، وہ مسلمان ہے؟ یا اسلام لانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک برہمن پجاری بغیر سمجھے بوجھے سنسکرت کے چند منتر پڑھتا ہے، اسی طرح ایک شخص عربی کے چند فقرے بغیر سمجھے بوجھے زبان سے ادا کرے اور بس وہ مسلمان ہوگیا؟ آپ بتائیے کہ اس سوال کا جواب آپ کیا دیں گے؟ آپ یہی کہیں گے

نا! کہ اسلام لانے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اس کو آدمی جان سمجھ کر دل سے قبول کرے اور اس کے مطابق عمل کرے جو ایسا کرے وہ مسلمان ہے، اور جو ایسا نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔ یہ جواب جو آپ دیں گے، اس سے خود بخود یہ بات کھل گئی کہ اسلام پہلے علم کا نام ہے اور علم کے بعد عمل کا نام ہے۔ ایک شخص علم کے بغیر برہمن ہوسکتا ہے، کیونکہ وہ برہمن پیدا ہوا ہے اور برہمن ہی رہے گا۔ ایک شخص علم کے بغیر جاٹ ہوسکتا ہے کیونکہ وہ جاٹ پیدا ہوا ہے اور جاٹ ہی رہے گا۔ مگر ایک شخص علم کے بغیر مسلمان نہیں ہوسکتا کیونکہ مسلمان پیدائشی مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ علم سے ہوتا ہے، جب تک اس کو یہ علم نہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیا ہے؟ وہ اس پر ایمان کیسے لاسکتا ہے، اور اس کے مطابق کیسے عمل کرسکتا ہے؟ پس معلوم ہوا کہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا اور مسلمان رہنا غیر ممکن ہے۔ ہر شخص جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے، جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے، جو مسلمانوں جیسے کپڑے پہنتا ہے، اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ مسلمان درحقیقت وہ شخص ہے جو اسلام کو جانتا ہو، اور پھر جان بوجھ کر اس کو مانتا ہو۔

ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصلی فرق نام کا نہیں ہے کہ وہ رام پرشاد ہے، اس لیے وہ کافر ہے، اور یہ عبداللہ ہے اس لیے یہ مسلمان ہے۔ اسی طرح ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصلی فرق لباس کا بھی نہیں ہے کہ وہ دھوتی باندھتا ہے اور یہ پاجامہ پہنتا ہے اس لئے وہ کافر ہے، اور یہ مسلمان ہے۔ بلکہ اصلی فرق ان دونوں کے درمیان علم کا ہے، وہ کافر اس لیے ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ

Scanned by CamScanner

خداوند عالم کا اس سے اور اس کا خداوند عالم سے کیا تعلق ہے؟ اور خالق کی مرضی کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سیدھا راستہ کیا ہے؟ اگر یہی حال ایک مسلمان بچے کا بھی ہو تو بتاؤ، کہ اس میں اور ایک کافر میں کس چیز کی بنا پر تم فرق کرتے ہو، اور کیوں یہ کہتے ہو کہ وہ کافر ہے اور یہ مسلمان ہے؟

حضرات! یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں اس کو ذرا کان لگا کر سنئے اور ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیجیے۔ آپ کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی یہ سب سے بڑی نعمت جس پر آپ شکر اور احسان مندی کا اظہار کرتے ہیں اس کا حاصل ہونا اور حاصل رہنا دونوں باتیں علم پر موقوف ہیں۔ اگر علم نہ ہو تو یہ نعمت آدمی کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اگر تھوڑا بہت حاصل ہی ہو جائے تو جہالت کی بناء پر ہر وقت خطرہ ہے کہ یہ عظیم الشان نعمت اس کے ہاتھ سے چلی جائے گی۔ محض نادانی کی بنا پر وہ اپنے نزدیک یہ سمجھتا رہے گا کہ میں ابھی تک مسلمان ہوں، حالاں کہ وہ درحقیقت مسلمان نہیں ہوگا۔ جو شخص جانتا ہی نہ ہو کہ اسلام اور کفر میں کیا فرق ہے اور اسلام اور شرک میں کیا امتیاز ہے؟ اس کی مثال تو بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اندھیرے میں ایک پگڈنڈی پر چل رہا ہو، ہو سکتا ہے کہ سیدھی لکیر پر چلتے چلتے خود بخود اس کے قدم کسی دوسرے راستہ کی طرف مڑ جائیں، اور اس کو یہ خبر بھی نہ ہو کہ میں سیدھی راہ سے ہٹ گیا ہوں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راستہ میں کوئی دجال کھڑا ہوا مل جائے اور اس۔ سے کہے۔ ارے میاں! تم اندھیرے میں راستہ بھول گئے، آؤ میں تمہیں منزل تک پہنچا دوں۔ بے چارہ اندھیرے کا مسافر، چوں کہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا کہ سیدھا راستہ کونسا ہے اس لئے نادانی کے ساتھ اپنا ہاتھ اس دجّال کے ہاتھ میں دے

دے گا اور وہ اس کو بھٹکا کر کہیں سے کہیں لیے جائے گا۔ یہ خطرات اس شخص کو اسی وقت پیش آتے ہیں جب اس کے پاس خود کوئی روشنی نہیں ہے۔ اور وہ خود اپنے راستہ کے نشانات کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر اس کے پاس روشنی موجود ہو، تو ظاہر ہے کہ وہ نہ راستہ بھولے گا، اور نہ کوئی دوسرا اس کو بھٹکا سکے گا۔ بس اسی پر قیاس کر لیجئے کہ مسلمان کے لیے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو یہی کہ وہ خود اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہو، یہ خود نہ جانتا ہو کہ قرآن کیا سکھاتا ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہدایت دے گئے ہیں، اس جہالت کی وجہ سے وہ خود بھٹک سکتا ہے، اور دوسرے دجال بھی اسے بھٹکا سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے پاس علم کی روشنی ہو تو وہ زندگی کے ہر قدم پر اسلام کے سیدھے راستے کو دیکھ سکے گا۔ ہر قدم پر کفر و شرک اور گمراہی کے جو ٹیڑھے راستے بیچ میں آئیں گے وہ ان کو پہچان کر ان سے بچ سکے گا۔ اور جو کوئی راستہ میں بہکانے والا ملے گا تو اس کی دو چار باتیں ہی سن کر وہ خود سمجھ جائے گا کہ یہ بہکانے والا آدمی ہے۔ اس کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔

بھائیو! یہ علم جس کی ضرورت بیان کر رہا ہوں اس پر آپ اور آپ کی اولاد کے مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کا انحصار ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ اس سے بے پروائی کی جائے۔ آپ اپنی کھیتی باڑی کے کام میں غفلت نہیں کرتے، اپنی زراعت کو پانی دینے اور اپنی فصلوں کی حفاظت کرنے میں غفلت نہیں کرتے یہ کس لیے؟ محض اس لیے کہ اگر غفلت کریں گے تو بھوکے مر جائیں گے اور جان جیسی عزیز چیز ضائع ہو جائے گی۔ کیا ایمان جان سے بھی زیادہ عزیز چیز نہیں ہے؟ آپ جان کی حفاظت کرنے والی چیزوں کے لیے جتنا

وقت اور جتنی محنت صرف کرتے ہیں، کیا اس وقت اور محنت کا دسواں حصہ بھی ایمان کی حفاظت کرنے والی چیزوں کے لیے صرف نہیں کر سکتے ؟

آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ میں سے ہر ایک شخص مولوی بنے، بڑی بڑی کتابیں پڑھے، اور اپنی عمر کے دس بارہ سال پڑھنے میں صرف کردے۔ مسلمان بننے کے لیے اتنا پڑھنے کی ضرورت نہیں، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ میں کا ہر شخص رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف ایک گھنٹہ علم دین سیکھنے میں صرف کرے۔ کم از کم اتنا علم ہر مسلمان بچے اور بوڑھے اور جوان کو حاصل ہونا چاہیے کہ قرآن جس مقصد کے لیے اور جو تعلیم لے کر آیا ہے اس کا لب لباب جان لے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو مٹانے کے لیے اور اس کی جگہ جو چیز قائم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے اسکو خوب پہچان لے، اور اس خاص طریق زندگی سے واقف ہوجائے، جو اللہ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا۔ اتنے علم کے لیے کوئی بہت زیادہ وقت کی ضرورت نہیں، اور اگر ایمان عزیز ہو، تو اس کے لیے ایک گھنٹہ نکالنا کوئی مشکل نہیں۔

وما علینا الا البلاغ

سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام الاوقات

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم :

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" صدق اللہ العظیم ۔

برادرانِ اسلام! اور چمنستانِ علم کے نوشگفتہ پھولو!

وقت بہت بڑی دولت ہے۔ جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے ان کو ندامت ومصیبت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اچھے ہیں وہ لوگ جو اپنے وقت کی قیمت جانتے ہیں، اور عقلمند ہیں وہ حضرات جو اپنے وقت کو صحیح طور سے کام میں لاتے ہیں۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اگر اسے اپنے وقت کا ٹھیک استعمال معلوم نہ ہو۔ وقت کو ضائع ہونے سے بچانا، اور اس کو مفید کاموں میں صرف کرنا، ترقی کا بہت بڑا گر ہے۔ مسلمان بہت زیادہ اس بلا میں گرفتار ہیں، کہ ان کے نزدیک وقت کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ مسلمان اپنے وقت کو مفید کاموں میں صرف کرنے کے بجائے لغو اور فضول کاموں میں نہایت بے دردی سے ضائع کرتے ہیں۔ کتنے ہی مسلمان ہیں جو اپنا عزیز وقت تاش، چوسر، شطرنج، پتنگ بازی اور کبوتر بازی وغیرہ میں برباد کرتے ہیں اگر یہی وقت اسلام کی خدمت، اہل وعیال کی خدمت، اور عام لوگوں کی خیر خواہی کے کاموں میں صرف کریں تو کتنے اچھے اور شاندار نتائج پیدا ہوں۔ بعض لوگ غیر ضروری اور فضول قصے کہانیوں کی کتابوں کے مطالعہ میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اخلاق بگاڑنے والی ناول اور ڈرامے پسند ہیں۔ یہ بھی اضاعتِ وقت ہے۔ اگرچہ ان کی برائی

کم درجہ کی ہو۔ جن مسلمانوں پر تہذیب جدید سایہ فگن ہے، ان کے نزدیک تھیٹر وسنیما میں وقت اور وقت کے ساتھ ہی مال بھی ضائع کرنا روشن خیالی کی علامت ہے۔ یہ بات بھی بھولنا نہ چاہتے کہ بری کتاب بھی برے ساتھی کی طرح ہے، اور اس سے اخلاقِ انسانی پر برا اثر پڑتا ہے اور اچھی کتاب اچھے ہم نشین کی طرح ہے، جو انسانی اخلاق کی درستگی میں معین ومددگار ہے۔

خداوند تعالیٰ نے دنیا والوں کی رہنمائی و بہبودی کے لیے اپنا آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اس رسول اعظم اور ہادیٔ محترم نے اپنے طرزِ عمل سے یہ سبق پڑھا دیا، کہ وقت بہت بڑی نعمت ہے۔ وقت کو کبھی برباد نہیں کرنا چاہیے۔ ہم کو اپنی زندگی کے ہر کام کے لیے وقت کی تقسیم کر لینا چاہیے تاکہ وقت بیکار نہ جانے پائے۔ ہم ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاتِ شبانہ روز یعنی ۲۴ر گھنٹے کی تشریح وتفصیل درج کرتے ہیں جو ہر انسان کے لیے سبق آموز ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا، اور ان پر سختی کے ساتھ عامل تھے۔ پہلا حصہ عبادتِ الٰہی کے لیے دوسرا حصہ تمام خلق کے لیے تیسرا حصہ اپنی ذات کے لیے یعنی فجر سے چاشت تک معمول تھا کہ نماز پڑھ کر جانماز پر ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے۔ اور یادِ خدا میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا، اور وہی وقت دربارِ نبوت کا ہوتا لوگ آکر پاس بیٹھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مواعظ ونصائح کی تلقین کرتے۔ اکثر صحابہؓ سے پوچھتے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، کسی نے دیکھا ہوتا تو بیان کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بیان فرماتے اس کے بعد ہر قسم کی

گفتگو ہوتی۔لوگ ہنسی خوشی کی باتیں کرتے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکرادیتے۔

انہیں اوقات مال غنیمت وظائف وخراج وغیرہ تقسیم فرماتے۔ مریضوں کی عیادت،غریبوں کی حاجت روائی، حاضرین کو تعلیم دینا، فتاویٰ کے جوابات،، جھگڑوں کا فیصلہ، اشاعت اسلام کی تدابیر، دشمنانِ دین کی مدافعت کا انتظام وغیرہ امور بھی اسی وقت سرانجام پاتے تھے۔ بعد نماز چاشت کاشانۂ نبوت میں تشریف لے جاکر اہل وعیال کی خاطر داری اور تسلی فرماتے۔گھر کے دھندوں میں مشغول ہوتے۔ پھٹے کپڑے سی لیتے جوتا ٹوٹ جاتا تو اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے۔دودھ دوہ لیتے۔کبھی کبھی گھر میں جھاڑو خود دیتے۔ بعد فراغت افراغِ طعام تھوڑا قیلولہ فرماتے،یعنی کچھ دیر تک آرام کرتے۔ پھر جب آفتاب ڈھلتا تو ضروری حاجتوں سے فارغ ہوکر وضو یا غسل فرماتے (ظہر سے عصر تک) جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے۔ظہر کی نماز مسجد میں ادا فرماتے، پھر عصر تک دربارِ رسالت قائم رہتا، اور مختلف امور سر انجام پاتے۔تعلیم وتربیت فتاویٰ فصل تنازعات میں مشغول رہتے (عصر سے مغرب تک) نمازِ عصر پڑھ کر ازواجِ مطہرات میں سے ایک ایک کے پاس تشریف لے جاتے۔ ذرا ذرا دیر ٹھہرتے اور ہر ایک کی دلداری ودلجوئی فرماتے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے محبوب تھے۔

مغرب کی نماز کے لیے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم) مسجد تشریف لے جاتے (مغرب سے عشا تک) مغرب کی نماز کے بعد مکان پر تشریف لے جاتے۔مہمانوں اور مسافروں کو کھانا کھلاتے۔ ان کی

تواضع کرتے۔ دنیا کا مال گھر میں ہوتا تو اسے مستحقین پر تقسیم فرماتے۔ جانوروں کے دانہ چارہ کی فکر کرتے۔ پھر اُس بی بی کے یہاں تشریف رکھتے، جس کے یہاں سونے کی باری ہوتی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بی بی کے لیے شب باشی کے واسطے باری مقرر فرمائی تھی، تا کہ کسی بی بی کو شکایت نہ ہو اور عدل قائم رہے، اور وجہ یہ تھی کہ ہر بی بی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتی تھی، اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ بھی اپنے اہل بیت کے ساتھ نہایت اچھا تھا۔ آپ کی کل اہل بیت آپس میں بھی بہت محبت رکھتی تھیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتی تھیں۔

باری تعالیٰ نے ان کی خدمت ومحبت کا ان کو بہترین صلہ عطا فرمایا۔ یعنی اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ فرما کر تمام مومنین کی مائیں قرار دیا۔ حیف ہے! ان لوگوں پر جو ازواجِ مطہرات کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، اور نص صریح کی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج بھی اُسی بی بی کے مکان پر جمع ہو جاتیں جس بی بی کے یہاں رات گذارنا چاہتے۔ عشاء تک یہ صحبت گرم رہتی ازواجِ مطہرات کی تعلیم وتربیت کا بھی یہی وقت ہوتا۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل بیت سے خدمت دین بھی لینی تھی۔ چناں چہ نصف دین ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے حاصل ہوا ہے۔ پھر نماز عشا کے لیے مسجد تشریف لے جاتے (عشاء سے فجر تک) نمازِ عشاء سے واپس آکر بستر پر تشریف لے جاتے، اور داہنی کروٹ پر آرام فرماتے۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ کو پسند نہ تھا۔ پھر آدھی رات کو جاگتے، اور دانتوں کو مسواک سے خوب صاف کرتے، اور وضو فرما کر عبادتِ الٰہی

میں مشغول ہو جاتے۔ رات کا قیام بہت طویل ہوتا، حتی کہ پائے مبارک ورم کر جاتے۔ قدرے سکون کے بعد نمازِ فجر کو تشریف لے جاتے۔

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نظام الاوقات پر نظر ڈالو، اس میں سونے اور آرام کرنے کے لیے جو وقت ہے وہ صرف اسی قدر ہے جتنا تندرستی کے لیے ضروری ہے۔ بقیہ کل وقت کام میں لگا ہوا ہے۔ وقت کا کوئی حصہ بھی بیکار نہیں ہے۔ کس قدر مشغول زندگی معلوم ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم انسانیت پر کتنا بڑا احسان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر ہر شعبہ کے متعلق کامل رہنمائی فرمائی۔ قرآن کریم نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی دنیا کے لوگو! تم سب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے اندر بہتر سے بہتر نمونہ موجود ہے۔ فرما کر ہر انسان پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرض کر دی ہے۔ کاش دورِ موجودہ کے مسلمان اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے، اور اپنی زندگی کو بہترین کاموں میں مشغول کرتے، اور وقت کا صحیح مصرف جانتے، اور اس کو ضائع ہونے سے بچاتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو وقت کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned by CamScanner

فضیلت علم

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ، اما بعد ! فقد قال الله تعالى فى كتابه الكريم، اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم : "إقرأ باسم ربک الذي خلق ○ خلق الانسان من علق ○"

برادرانِ اسلام! صدر محترم اور دوستو!

تعلیم، علم سے بنایا گیا ہے اور کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے، اور اس کی شناخت اور یقین کرنے کو عربی زبان میں علم کہتے ہیں۔ علم کی جمع علوم آتی ہے، اور جس میں علم کی صفت پائی جائے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اس کی جمع علما آتی ہے۔ بس عالم دین اس شخص کو کہتے ہیں، جو دین کی حقیقت معلوم کر کے اس پر یقین حاصل کر لے، اور جو شخص دین کو تو جانتا ہے لیکن دین کی باتوں پر اس کو یقین حاصل نہیں، وہ عالم دین کہلانے کا مستحق نہیں، اسی طرح جس کو دین کی باتوں پر یقین تو ہے لیکن دین کی حقیقت کو نہیں جانتا وہ بھی عالم دین نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کے لیے یہ شرط نہیں، کہ وہ باقاعدہ کسی عربی مدرسہ میں تعلیم پائے اور دستارِ فضیلت وہاں سے بندھوائے تب ہی وہ عالم ہے، اور جو شخص اپنے تمام کاروبار کو چھوڑ کر کسی عربی مدرسہ میں داخل ہو جائے وہ ہی طالب علم کہلانے کا مستحق ہے۔ نہیں بلکہ ہر وہ شخص طالب علم ہے، جو روزانہ اپنے کاروبار سے اور راحت و آرام سے تھوڑا بہت وقت نکال کر دین کی باتیں سیکھا کرے اور اس کو وہ تمام فضیلتیں اور درجے حاصل ہیں جو ایک طالب علم کے لیے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اسلام کا ہرگز ہرگز یہ منشاء نہیں ہے، کہ تم اپنے کاروبار چھوڑ کر، پھر علم حاصل کرو اسی وقت تم طالب علم ہوگے اور جبھی تم عالمِ دین کہلانے کے مستحق ہوگے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ صحابہ کرامؓ کے عام طور پر دو ہی پیشے تھے۔ تجارت یا کھیتی۔ مہاجرین تجارت کرتے تھے، انصار کھیتی کیا کرتے تھے، لیکن ہر جماعت اپنے کاروبار میں مشغول ہونے کے باوجود علم حاصل کرنے کو نماز کی طرح فرض جانتے تھے، اور یہی وجہ ہے، کہ صحابہ کرامؓ میں کوئی جاہل نہ تھا، بلکہ ہر ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی اپنی جگہ عالم تھا اگر وہ لوگ بھی ہماری طرح یہ ہی سمجھ بیٹھتے کہ علم حاصل کرنا، اور اس کا پڑھنا پڑھانا، ایک مخصوص جماعت کے ذمے ہے، تو شریعت کا اتنا بڑا علم ہم کو نصیب نہ ہوتا، کیونکہ اصحابِ صفہ کی تعداد ہی تمام صحابہ کے مقابلے میں اتنی تھی جیسے آٹے میں نمک۔ دوسرے اصحابِ صفہ میں سب سے زیادہ روایت کرنے والے عالم حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ جن کی حدیثوں کی تعداد تقریباً ۶۰۰۰ رہے۔ حالاں کہ امام بخاریؒ کو ایک لاکھ صحیح حدیثیں تو صرف زبانی یاد تھیں آخر یہ اتنی بڑی تعداد حدیثوں کی کہاں سے آئی؟ اس سے معلوم ہوا، کہ تمام ہی صحابہ علوم کا دریا بہاتے تھے، اور حدیثیں بیان کرتے تھے، صفہ اور غیر صفہ کی کوئی تخصیص نہیں۔

خود حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ، جب میں مدینہ منورہ کے پاس ایک گاؤں (عوالی) میں رہتا تھا، تو میری طالب علمی کا سلسلہ اس وقت اس طرح جاری رہتا تھا، کہ میں دن بھر اپنے کاروبار میں رہتا اور میرا انصاری بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جا کر علم دین سیکھ آتا تھا، اور جو کچھ وہ سیکھ کر آتا، شام

Scanned by CamScanner

کو میں اس سے سیکھ لیتا، اگلے روز میں جاتا، اور جو کچھ سیکھ کر آتا، اس انصاری بھائی کو سکھا دیتا۔ اس کے علاوہ علی ابن زرعہؓ فرماتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت ایک لاکھ وہ صحابہؓ چھوڑے جو عالم تھے، اور باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لوگوں کو سنایا کرتے تھے اگر اصحابِ صفہؓ پر ہی تحصیل علم منحصر ہوتا تو اصحابِ صفہؓ کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ ہوتی۔ پھر اتنے صحابہؓ کہاں سے عالم ہوئے؟

دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو صحابہ کرام کے حلقہ درس تھے، چند ایک نمونہ کے طور پر بیان کیے دیتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ سبھی درس دینے والے صحابہ اصحاب صفہ میں سے نہیں تھے۔ مدینہ منورہ میں پانچ علمی درسگاہیں تھیں، ان میں سب سے بڑی درسگاہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تھی، آپ بہت بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۹/سال رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر ۱۸/سال تھی، اس نو سال کے اندر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے علوم حاصل کیے۔ حضرت ابو موسیٰؓ کا بیان ہے، کہ جب کبھی صحابۂ کرامؓ کو کسی مسئلہ میں کوئی مشکل پیش آئی، اور وہ حل نہ ہوا تو حضرت عائشہؓ سے پوچھ لیا اور ان کے پاس ضرور اس کا حل نکلا۔ دوسری درس گاہ حضرت زید بن ثابتؓ کی تھی، آپ اتنے بڑے عالم تھے، کہ جس وقت سواری پر سوار ہوتے تھے تو حضرت ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر عالم ان کی رکاب تھامتے تھے، جس وقت ان کا انتقال ہوا، اور یہ قبر میں رکھے گئے تو ابن عباسؓ نے فرمایا: علم یوں جاتا ہے، آج علم کا بہت بڑا حصہ دفن ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ باوجود اپنی جلالتِ شان کے یہ فرما رہے ہیں، کہ

آج امت کا عالم اُٹھ گیا۔ تیسرا حلقہ درس حضرت ابو ہریرہؓ کا تھا ان کے آٹھ سو شاگرد تھے، الغرض ایسی بہت سی درسگاہیں تھیں۔

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة،** یعنی علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، اور یہ دینی معلومات حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر اسی طرح فرض ہے جس طرح حج کرنا زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلا اور وہ جب تک واپس نہیں آتا اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ یعنی جو شخص اپنے گھر سے تعلیم حاصل کرنے کے واسطے مدرسہ گیا، یا اس غرض سے اپنے وطن کو چھوڑ کر پردیس گیا، یا اپنے گھر سے کسی مسجد میں قرآن شریف وغیرہ کا ترجمہ سننے کے لیے گیا۔ جب تک وہ ترجمہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے گھر نہ پہنچ جائے اتنی دیر کی بابت اس کے اعمال میں یہ لکھا جائے گا کہ اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ خوش قسمت ہیں، وہ لوگ جو صبح شام احادیث، قرآن کا ترجمہ علما سے سن کر، یا خود پڑھ کر روزانہ جہاد کا ثواب حاصل کرتے ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو علمِ دین کی طالبِ علمی اختیار کر لیتا ہے تو یہ طالب علمی اس کے پچھلے گناہوں کے لیے کفارہ ہو جاتا ہے، یعنی اُس کے گذشتہ گناہ اِس طالبِ علمی کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ مومن کا پیٹ علم سے مرتے دم تک نہیں بھرتا، یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے تو جنت میں پہنچ جاتا ہے، یعنی جو شخص ہمیشہ علم کا طالب رہے اس کو جنت کی بشارت ہے، اور ایسے طالب علم کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ

اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اسی واسطے بعض بزرگانِ دین باوجود یہ کہ وہ بہت علم والے تھے لیکن پھر بھی ساری عمر طالبِ علمی کرتے رہے، تاکہ طالبِ علمی کی برکت سے ہمارا خاتمہ اسلام پر ہو جائے۔

محترم سامعین! اس زمانہ کے لوگوں کے لیے جہاں دنیاوی آسانیاں بڑھتی چلی جارہی ہیں، وہیں دینی آسانیاں بھی بہت حد تک بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ مثلاً اب طالب علمی یہی ہے، کہ آپ کے شہر میں اگر کہیں ترجمہ کلام پاک یا احادیث کا ہو رہا ہو تو روزانہ ایک دینی مسئلہ کسی معتبر دیندار عالم سے سیکھ لیا کیجیے اس حساب سے ہفتہ میں آپ سات مسئلوں اور سال بھر میں تین سو ساٹھ مسئلوں کے عالم ہو جائیں گے، اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو روزانہ ایک دینی مسئلہ یا کوئی حدیث وغیرہ کسی اُردو کتاب میں دیکھ لیا کیجیے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جس نے علم دین حاصل کرنے کی کوشش کی، اور اس کی کوشش کامیاب ہوگئی تو اس کو دو حصہ ثواب ملے گا، اور اگر اس کی کوشش کامیاب نہ ہوئی اور علم کو حاصل نہیں کر سکا تو ایسے شخص کو ایک حصہ ثواب ملے گا، یعنی کوشش کرنے کا۔ بہر حال ہمیشہ طالبِ علمی میں رہنا چاہیے۔ اگر حاصل ہو گیا تو نورٌ علی نور ہے، ورنہ طالب علمی میں رہنا ہی بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ رب العزت نے مجھ کو وحی کے ذریعہ بتلایا، کہ جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستہ میں چلا تو میں اس کے لیے جنت کے راستہ کو آسان کر دوں گا اور جس شخص کو میں اندھا بنا دوں تو اس کی آنکھوں کی عوض میں اس کو جنت دوں گا اور علم میں بڑھنا عبادت میں بڑھنے سے بہتر ہے، اور دین کی بنیاد پرہیزگاری ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! علم حاصل کرو کیونکہ اللہ کے لیے علم حاصل کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ اور اس کا پڑھنا بہت بڑی تسبیح ہے، اور علمی بحث کرنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اور اس کا طلب کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اور اس کو سکھلانا بہت بڑا صدقہ ہے، اور علم ہی کے ذریعہ انسان بڑے سے بڑا درجہ حاصل کرتا ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں، کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، جو علم حاصل کرنے کے واسطے کسی راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو جنت کے راستے پر چلائے گا، اور فرشتے طالب علم کو راضی کرنے کے واسطے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں، اور علم والے کے واسطے آسمان وزمین کی مخلوق حتی کہ جتنے دریا کے جانور ہیں، سب کے سب اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں، اور ایک عالم کی فضیلت عبادت کرنے والے پر اتنی ہی ہے جتنی چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر ہوتی ہے، اور یقیناً عالم لوگ انبیا کرام کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء علم کا ورثہ دیتے ہیں۔ سونے چاندی کا ورثہ نہیں دیتے، پس جس نے ان سے علم حاصل کرلیا اس نے بہت بڑا حصہ حاصل کرلیا۔
پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اے لوگو! علم کے چشمے بنو، مخلوق کو سیراب کرو، ہدایت کی مشعل بنو تاکہ تم سے مخلوق کو نورِ ہدایت نصیب ہو، گھروں کے ٹاٹ بنو، خلوت میں بڑا مزہ ہے۔ رات کے چراغ بنو، کہ جاگو اور مولیٰ سے لطف اُٹھاؤ، ایسے بنو کہ تمہارا دل نیا ہو، اور کپڑے پرانے ہوں، اہل آسمان میں معروف ومشہور بنو، اور زمین والوں میں پوشیدہ اور گمنام رہو، تاکہ فرشتوں کی انگلیاں اُٹھیں کہ وہ اللہ والا ہے۔

Scanned by CamScanner

بھائیو! ان مختصر احادیث سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا، کہ علم دین کا سیکھنا ہر شخص پر کس قدر ضروری ہے، کیونکہ اگر نماز سے متعلق صحیح علم نہ ہوگا، تو وہ کامل نماز کس طرح ادا کرے گا، جو شخص روزے کے مسائل نہ جانتا ہو، وہ صحیح روزے کیسے رکھ سکتا ہے، اسی طرح اگر زکوٰۃ کی حقیقت کا علم نہیں تو اسے معلوم ہی نہ ہوگا کہ صاحب نصاب کسے کہتے ہیں؟ اس کے بعد زکوٰۃ کتنی دینی ہے، کب دینی ہے، کس کو دینی ہے؟ حالاں کہ زکوٰۃ کے سلسلے میں ان سب مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ ایسے ہی جب نکاح کرے تو اس وقت اس کو یہ معلوم کرنا فرض ہوگا کہ عورت کے حقوق شوہر پر کیا کیا ہیں؟ اور طلاق کی شریعت میں کیا اہمیت ہے؟ اور بیوی سے کن حالات میں ملاقات کرسکتا ہے؟ اور کن حالات میں نہیں؟ اور اسی طرح سے دوسرے نکاح کے حقوق جو نکاح کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان سب کا علم نکاح کرنے کے بعد فرض ہوجاتا ہے۔ اگر سوداگر ہے تو اس کو چاہیے کہ سود کی صورتیں، خرید وفروخت کے شرائط معلوم کرے تاکہ بیع باطل اور فاسد ہونے سے بچ سکے۔ اسی بناء پر حضرت عمر فاروقؓ بازار کے سوداگروں کو درّہ مار کر تجارت کا علم سیکھنے کے لیے بھیجا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے جو فروخت کرنے کے احکام نہ جانے وہ بازار نہ جائے کہ وہاں پہنچ کر سود اور حرام کھائے گا۔ اور تجارتی مسائل کے معلوم نہ ہونے اور ان کے نہ جاننے سے اس کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ میری کمائی حرام آرہی ہے یا حلال آرہی ہے؟ اسی طرح کینہ، حسد، بغض، غرور اور بدگمانی وغیرہ کہ یہ سب چیزیں حرام ہیں اور ان کا علم سب پر فرضِ عین ہے، کہ کوئی شخص ان سے خالی نہیں، پس ان کا علم اور ان کے علاج کا علم حاصل کرنا ہر شخص پر واجب ہے۔

Scanned by CamScanner

برادرانِ اسلام! جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ ہر شخص کو علم حاصل کرنا ضروری ہے تو بے علم اور غیر پڑھا ہوا آدمی ہمیشہ خطرہ میں ہے، جب بھی اس کو کوئی کام پیش آئے گا اور لاعلمی اور جہالت سے وہ اس کام کو کرے گا، اور یہ نہ جانے گا کہ اس میں کوئی خطرہ ہے۔ تو اس کی جہالت کا عذر مقبول نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شادی شدہ آدمی حیض کے بعد غسل سے پہلے عورت سے ہم بستری کرے، اور پھر یہ کہے کہ یہ مسئلہ مجھ کو معلوم نہیں تھا تو وہ معذور نہ ہوگا، اور جو عورت صبح صادق سے پہلے حیض سے پاک ہوجائے، اور عشاء کی نماز نہ پڑھے، اس لئے کہ وہ حیض اور نماز کے مسائل نہ جانتی تھی، یا کوئی شخص اپنی عورت کو حالت حیض میں طلاق دے دے، اور اس کو معلوم نہیں کہ حالت حیض میں طلاق دینی جائز نہیں، تو اس کا عذر قابل قبول نہیں۔ قیامت کے روز اس سے صاف کہہ دیا جائے گا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے، تو اس فریضہ سے کیوں غافل رہا اور حرام فعل میں کیوں مبتلا ہوگیا؟ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ....الخ.. اسی طرح اگر کوئی سوداگر اپنے تجارتی کاروبار میں کوئی کام خلافِ شرع کر بیٹھے اور پھر اللہ کے یہاں یہ جواب دے کہ اے اللہ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا، تو اس کا عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ اَن پڑھ اور بے علم ہر وقت خطرہ میں رہتا ہے، تو اس بات سے معلوم ہوا کہ کوئی کام آدمی کے حق میں علم سے بڑھ کر افضل اور ثواب والا نہیں ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس علم کی مثال جس کو سیکھ کر اس

Scanned by CamScanner

پر عمل نہ کیا ایسی ہے کہ جیسے کہ ایک خزانہ ہو، اور اس میں سے اللہ کے واسطے کچھ خرچ نہ کیا جائے، امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے کعب بن احبارؓ سے فرمایا، اہل علم کون لوگ ہیں؟ حضرت کعبؓ نے فرمایا، کہ وہ لوگ جو اپنے علم کے موافق عمل کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا، علماء کے دلوں سے علم کی نوارنیت کو کیا چیز نکال دے گی؟ حضرت کعبؓ نے فرمایا، کہ دنیا کی لالچ۔ فرمایا پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص علم دین دنیا کمانے کی غرض سے حاصل کرے گا تو قیامت کے روز اس کو جنت کی خوشبو بھی نہ پہنچے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں، سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے، آپ نے وہاں صحابہؓ کی دو مجلسیں دیکھیں، ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں، لیکن ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ایک مجلس میں ذکر کرنے والے اللہ کو پکارتے ہیں، اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں، پھر اگر اللہ چاہے گا تو ان کو دے گا، یعنی ان کا مطلب پورا کردے گا، اور اگر اس کی مرضی نہ ہوگی تو ان کا مطلب پورا نہ ہوگا، اور دوسری جماعت یعنی علمی مجلس والے دین کی باتوں کو سیکھ رہے ہیں، اور جاہلوں کو تعلیم دے رہے ہیں، پس یہ لوگ ان سے افضل ہیں کہ، کیونکہ میں بھی تعلیم دینے ہی کی غرض سے آیا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی علمی مجلس میں بیٹھ گئے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں: کہ دین دار عالم کی مجلس میں ایک دفعہ حاضر ہونا ایک ہزار رکعتوں کے پڑھنے سے، ایک ہزار بیماروں کے پوچھنے سے، ایک ہزار جنازوں کے ساتھ جا کر دفن کرنے سے بہتر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تر وتازہ رکھے اللہ تعالی اس بندہ کو جو میری حدیث

Scanned by CamScanner

سن کراس کو خود یاد کرے، اور پھر اس حدیث کو یاد کر کے ٹھیک ٹھاک بغیر کسی فرق کے اور لوگوں تک پہنچائے۔

برادرانِ اسلام! آیئے ہم پہلے زمانہ کی علمی مجلسوں پر ایک نظر ڈالیں۔ ابن جوزیؒ کی مجلس میں ایک لاکھ کے قریب آدمی شریک ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ کے استاذ حضرت عاصمؒ جب بغداد پہنچے تو وہاں کے لوگ ان کی مجلس میں اس قدر شریک ہوتے تھے کہ بعض دفعہ حاضرین کو شمار کیا گیا تو ایک لاکھ بیس ہزار نکلے۔ ابو مسلم بصریؒ جب بغداد میں پہنچے تو ایک بہت وسیع میدان میں ان کا درس شروع ہوا۔ سات آدمی ان کی تقریر کو اس طرح کھڑے ہو کر لکھا رہے تھے، جس طرح عیدین میں تکبیر کہنے والا چاروں کونوں پر تکبیر کہتے ہیں۔ سبق کے ختم ہونے پر جب ان لوگوں کی دواتیں شمار کی گئیں تو چالیس ہزار سے زیادہ دواتیں تھیں۔ سلیمان بن حرب حضرت شعبہ کے شاگردوں میں سے ہیں، بغداد جا کر مجلس حدیث قائم کی۔ تو لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے ان کی مجلس میں چالیس ہزار کا مجمع تھا۔ جس میں خلیفہ ہارون رشید بھی موجود تھے، ان کے پاس کوئی کتاب نہ تھی زبانی بیان کیا کرتے تھے۔

بھائیو! امام ابو یوسفؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے خاص شاگرد ہیں، فرماتے ہیں، کہ میرے لڑکے کا انتقال ہو گیا، میں نے ایک آدمی سے کہہ دیا، کہ تم میرے لڑکے کو دفنا دینا میں قبرستان نہیں جاؤں گا، کیونکہ اگر لڑکے کو دفنانے کے واسطے قبرستان جاؤں گا تو ابوحنیفہؒ کی مجلس سے ایک دن غیر حاضر ہو جاؤں گا، اور میں ایک دن کی بھی غیر حاضری برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ امام ابو یوسفؒ امام صاحب کی مجلس میں شریک ہوئے، اور بیٹے کو دفنانے کے واسطے قبرستان نہیں

Scanned by CamScanner

گئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرنے کے لیے مسجد نبوی میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ چار سال پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے، ان سے تقریباً چھ ہزار حدیثیں مروی ہیں۔ آپ اُن حدیثوں کو لکھ لیا کرتے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے۔ طالب علمی میں آپ نے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائی، کبھی کبھی بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہوکر گر جاتے تھے، اور لوگ دیوانہ سمجھ کر ٹھوکر مار کر چلے جاتے تھے۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو آدمیوں کا تذکرہ آیا، ایک ان میں سے عبادت کرنے والا ہے اور دوسرا عالم ہے اُن میں کون بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی بزرگی عبادت کرنے والے پر اتنی ہی ہے جتنی میری بزرگی تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان والے اور زمین کے بسنے والے حتی کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دریا میں اس عالم کے لیے جو لوگوں کو علم دین سکھائے دعائے خیر کرتی رہتی ہیں۔ (ترمذی) پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک عالم سمجھ دار شیطان پر زیادہ سخت ہے، ایک ہزار عابد سے کیونکہ شیطان کے مکر کو عالم اپنے علم سے سمجھ جاتا ہے، اور عابد بے چارہ عبادت میں مشغول ہوتا ہے اور شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے، کیونکہ اس بے چارہ کو علم نہیں کہ کون سا خدا کا راستہ ہے، اور کون سا شیطان کا راستہ ہے۔

ایک قصہ سن لیجئے! پیرانِ پیر شیخ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ایک مرتبہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، کہ شیطان بدلی کی شکل میں آکر مخاطب ہوا کہ اے

Scanned by CamScanner

عبدالقادر! جامیں نے تیری ساری نمازیں معاف کردیں، اگر کوئی جاہل ہوتا فوراً مارے خوشی کے بھاگ جاتا اور کہتا کہ میری نماز معاف ہوگئی۔ بہرحال حضرت شیخ فوراً سمجھ گئے، کہ یہ شیطان کی چال ہے، اور دل میں سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تو معاف نہیں ہوئی جو کہ گناہوں سے معصوم تھے، تو میری نماز کہاں سے معاف ہوسکتی ہے؟ یہ سوچ کر فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بھاگ جا، شیطان لعین ہے، تو فوراً وہاں سے شیطان بھاگا، اور دوسری شکل میں آ کر کہا کہ اے عبدالقادر! تجھکو تیرے علم نے بچالیا، ورنہ میں تجھے جہنم کے گڑھے میں گرادیتا، اللہ نے علم حاصل کرنے کی بدولت حضرت کو دین کی دولت عطا فرمائی تھی، اس لیے شیطان کے جال میں نہیں پھنسے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کی نسبت دریافت کیا گیا، کہ ایک ان میں عالم تھا، وہ فقط فرض نمازیں پڑھا کرتا تھا، اور نفلی نمازیں نہیں پڑھتا تھا، بل کہ فرض کے بعد بیٹھ جاتا تھا، اور لوگوں کو دین سکھاتا تھا، دوسرا شخص دن بھر روزہ رکھتا تھا اور تمام رات کھڑے ہوکر اللہ کی عبادت کرتا تھا ان دونوں میں افضل کون تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عالم کی فضیلت جو فقط فرض پڑھ کر لوگوں کو دینی تعلیم دینے کے لیے بیٹھ جاتا تھا اس عبادت کرنے والے پر جو دن بھر روزے رکھتا تھا اور رات بھر کھڑے ہوکر عبادت کرتا تھا ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: کہ تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ سخی اللہ تعالی ہیں، پھر آدمیوں میں میں ہوں، اور

میرے بعد آدمیوں میں سب سے زیادہ سخی وہ آدمی ہے جس نے علم حاصل کیا، اور پھر اس علم کو لوگوں میں پھیلایا، خواہ درس وتدریس کے ذریعہ، یا تصنیف وتالیف کے ذریعہ، یا وعظ وتبلیغ کے ذریعہ۔ ایسا عالم اللہ تعالی کے یہاں قیامت کے روز اس طرح آئے گا جیسے ایک بادشاہ جس کے ہمراہ ہزاروں خادم ہوں۔ سبحان اللہ

بھائیو! اس سے ثابت ہوا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ اس لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہم سب کو علم وعمل کا پیکر بنائے اور علم اور اہل علم کی قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆

Scanned by CamScanner

سلام کو رواج دو

الحمدلله العلی الاکرم، والصلوٰة والسلام علی النبی الأفخم، وعلی آله واصحابه الکرام، اما بعد! فقد قال الله تعالی فی القرآن المجید، اعوذ بالله من الشیطان الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم: "وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا" صدق الله العظیم، وقال النبی صلی الله علیه وسلم: "افشو السلام بینکم" وقال: "ان اولیٰ الناس من بدء بالسلام" أو کما قال علیه الصلوٰة والسلام.

حضرات! سامعین عظام اور بزرگان محترم!

یہ تہذیب وتمدن کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی شخص بھی کسی شخص سے ملاقات کرتا ہے، تو اظہارِ مطلب سے پہلے کچھ نہ کچھ مخصوص کلمات زبان سے ادا کرتا ہے۔ اُن کلمات میں بعض طریقے تو مذہبی ہیں، مگر اکثر طریقے لوگوں کے ایجاد کردہ ہیں۔ اسلام چونکہ زندگی کے ہر گوشہ میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اس لیے تہذیب وتمدن کا یہ شعبہ بھی اس کی رہنمائی سے محروم نہیں ہے۔ چناں چہ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرے تو السلام علیکم ضرور کہے۔ اور مسلمان باہمی ملاقات کے وقت دوسرے مذاہب کے لوگوں کی پیروی نہ کریں۔ کیونکہ اسلام میں سلام کا طریقہ ایسا جامع ومکمل ہے کہ جس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ اس میں کس قدر خوبی وعمدگی اور کس قدر خیر وبرکت ہے، اس میں خاص طور پر مخاطب کے لیے

Scanned by CamScanner

خیر و برکت کی دعاء ہے، جس کا ہر فرد بشر محتاج ہے، اور اس کے ساتھ ہی آپس میں معاہدہ دوستی کا اظہار ہے۔ جانبین سے سلام و جواب کا مطلب یہ ہے کہ ہماری آپس میں صلح ہے، کیونکہ متکلم مخاطب کو ''السلام علیکم'' کہہ کر سلامتی کا ذکر کرتا ہے، اور مخاطب اسے تسلیم کر کے ''وعلیکم السلام'' کہتا ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں تم پر بھی ہر طرح سے خیر و سلامتی رہے۔ پس گویا ہر دو جانب سے باہمی خیر و سلامتی کا وعدہ ہو گیا، اگر ایک دشمن بھی یہ سمجھ کر دشمن کو سلام کرے تو اسے بھی آئندہ عہد شکنی کے خیال سے دشمنی کرتے ہوئے شرم آئے گی۔

دوستو! مگر افسوس ہے کہ مسلمان آج سلام کے اس مفہوم کو نہیں سمجھتے۔ اسی لیے اس کے مطابق عمل بھی نہیں ہوتا۔ دن میں بیسیوں دفعہ ''السلام علیکم'' کہیں گے مگر باہمی عداوت نہیں چھوڑیں گے۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے سلام کا مفہوم ہی نہیں سمجھا۔ اسلام کا سلام صرف امن و سلامتی کا ذمہ دار ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک لڑائی سے واپس آتے ہوئے راستہ میں ایک شخص بکریوں کا ریوڑ چراتا ہوا ملا۔ اور اس نے مسلمان مجاہدین کو دیکھ کر السلام علیکم کہا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا، اور اس کا ریوڑ لے لیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقیٰ اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۝ یعنی جو شخص تم سے ملتے وقت السلام علیکم کہے تو اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ قیامت کے دن اس کے سلام کا کیا جواب دو گے؟ مطلب یہ ہے کہ سلام کرنا اسلام کی علامت تھی پھر تم نے اسے کیوں قتل کر دیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا

Scanned by CamScanner

وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا وَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ کبھی تم پختہ مسلمان نہ بنو گے جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ کرو گے، اور محبت پیدا کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ آپس میں ملتے وقت السلام علیکم کہا کرو، اور ایک جگہ اور فرمایا گیا ہے: کہ ہر مسلمان کے دوسرے پر چھ حقوق ہیں۔ (۱) بیماری میں خبر لینا (۲) مرنے پر جنازہ کی نماز پڑھنا (۳) دعوت کرے تو قبول کرنا (۴) اسے چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہنا (۵) سامنے اور پس پشت اس کی خیر خواہی کرنا (۶) اور بڑی بات یہ ہے کہ ملاقات کے وقت السلام علیکم کہنا۔ مگر مسلمانوں میں ایک اور خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ یہ خرابی ان لوگوں میں بھی موجود ہے جو السلام علیکم کہنے کے عادی ہیں، اور وہ یہ ہے کہ جب تک کسی سے جان پہچان نہ ہو اس سے کسی قسم کا تعلق اور راہ ورسم نہ ہو اس سے السلام علیکم نہیں کہتے۔ حالانکہ السلام علیکم کہنے کے لیے جان و پہچان کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام کا کام بہتر ہے، یعنی اسلام کی کون سی صفت اسلام میں بہتر ہے؟ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کھانا کھلانا اور متعارف وغیر متعارف کو سلام کرنا۔

محترم سامعین!

کچھ مسلمانوں میں یہ خرابی ہے کہ وہ سوچتے ہیں کہ ہم بڑے آدمی ہو کر کیوں چھوٹے لوگوں کو سلام کریں۔ لیکن یہ سوچنا غلط ہے۔ اسلام میں شرافت اور بڑائی کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آقائے نامدار تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ مَنْ بَدَءَ

Scanned by CamScanner

بالسّلام یعنی اللہ کے یہاں سب سے بڑھ کر اس کی عزت ہے، جو پہلے السلام علیکم کہتا ہے بلکہ یہی اچھا ہے کہ غریب آدمی کو امیر آدمی خود سلام کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی عادت تھی کہ بغیر کسی کام کے بھی بازار چلے جاتے تھے۔ ایک روز کسی نے حضرت سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بغیر کسی مطلب اور کام کے بھی بازار چلے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: کہ میں کبھی کبھی اس لیے بازار چلا جاتا ہوں کہ لوگوں سے ملوں تو السلام علیکم کہوں، اور اگر کوئی مجھ سے سلام کرے تو میں جواب دوں تاکہ مجھے ثواب حاصل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ بخیل شخص وہ ہے جو السلام علیکم سے بخل کرتا ہے، یعنی وقتِ ملاقات السلام علیکم نہیں کہتا۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب کوئی شخص کسی کے مکان پر جائے تو سب سے پہلے السلام علیکم کہے پھر بعد میں اجازت لے کر اندر جائے اور اندر جا کر پھر السلام علیکم کہے۔ جب واپس ہو تو بھی السلام علیکم کہہ کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص تمہارے مکان پر آئے، اور السلام علیکم نہ کہے، اسے اندر آنے کی اجازت نہ دو'' پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو گھر والوں کو السلام علیکم کہا کرو وہ سلام تمہارے اور تمہارے گھر کے لیے موجب خیر و برکت ہوگا۔ جو کوئی شخص السلام علیکم کہہ کر اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے خدا اس کے گھر میں صلح اور خیر کا ذمہ دار ہے۔ یعنی اس کے گھر میں جھگڑا نہ ہوگا۔ اسلام کا طریق سلام ''السلام علیکم'' صلح دامن کا وہ بابرکت پیغام ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی مروجہ اور مخترعہ سلام نہیں کر سکتا۔ مگر مسلمانوں کی بدبختی دیکھئے کہ وہ اسلام کے اس مبارک سلام کو چھوڑ کر آداب

عرض اور تسلیمات وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس عمل سے اپنے دل میں شرمندہ ہو کر آئندہ کے لیے اسلام کے اس پیارے طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ حیرت ہے کہ اتنے عظیم و بہتر فائدے ہوتے ہوئے بھی مسلمان سلام سے غفلت برتتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ رسمی اور جھوٹی شرم کو چھوڑ کر اسلام کے اس مبارک طریقہ کو جاری کریں۔ چھوٹے بڑے کی کچھ خصوصیت نہیں۔ مثلاً گھر میں آئے وہاں اپنی بیوی، اولاد یا چھوٹے بھائی بہن ہیں، یا اپنے ملازم خدمتگار ہیں تو یہ شرم نہ کرنی چاہیے کہ انہیں السلام علیکم کیوں کریں۔ اس کے سامنے جا کر سلام کرنا چاہیے اگر ایسا کیا جائے گا تو علاوہ سلام کے ثواب حاصل کرنے کے اسلام کے اس طریقہ کو زندہ اور جاری کرنے کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ جو سلام کے ثواب سے کہیں زیادہ ہوگا۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: جس نے میرا ایک طریقہ زندہ کیا امت میں زوال کے وقت، تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اور شہید کے مقام کا کیا پوچھنا؟ اس کے لکھنے کا مقصد یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے ورنہ

علم چنداں کہ بیشتر خوانی   چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانش مند   چار پائے برو کتابے چند

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حفظِ قرآن کی فضیلت

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الأنام وعلی اٰلہ وأصحابہ الکرام، فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، ''اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْآنَ o خَلَقَ الاِنْسَانَ o عَلَّمَہُ الْبَیَانَ o'' وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ o

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر — اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر
الٰہی رونقِ اسلام کے سامان پیدا کر — دلوں میں مومنوں کے الفتِ قرآن پیدا کر

قابل قدر! جناب صدر وحضراتِ اساتذۂ کرام! وبرادرانِ اسلام اورعزیز دوستو! اس عظیم مجلس میں قرآن کریم کی فضیلت پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے محترم دوستو! قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ مبارک کلام ہے، جس کی تلاوت دلوں کوفرحت بخشتی ہے، یہ وہی قرآن ہے جس کی تلاوت سے اجڑے ہوئے چمن میں بہار آتی ہے۔ یہی وہ قرآن ہے جس نے رسول کی رسالت کواعزاز بخشا، یہی وہ قرآن ہے جس نے ضلالت وگمراہی کی دلدل میں پھنسی ہوئی انسانیت کو رُشد وہدایت کا پیغام سنایا، یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت محبوبِ حقیقی کی رضا نصیب ہوئی، یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوایمان نصیب ہوا، یہی وہ قرآن ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود خالقِ کائنات نے فرمایا: یہ وہی قرآن ہے جو ہمارے معاشرتی وسماجی اخلاقی وسیاسی اقتصادی ومذہبی عباداتی ومعاملاتی مسائل کاحل ہے۔ ''تبیاناً لکل

شیءٍ" اللہ تعالی نے دین سے متعلق ہر چیز کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔

محترم دوستو! اس کا دیکھنا بھی عبادت ہے، اس کا پڑھنا بھی عبادت ہے، اس کا پڑھانا بھی عبادت ہے، اس کا یاد کرنا بھی عبادت ہے، اس کا سمجھنا بھی عبادت، اس کا سمجھانا بھی عبادت اور اس پر عمل کرنا دنیا کی سب سے بڑی عبادت۔ یہ کتاب انسانوں کے لیے دستورِ حیات ہے بل کہ پوری انسانیت کے لیے آبِ حیات ہے۔ اس قرآن کے صدقے اللہ تعالی نے عمر کو امیر المؤمنین بنا دیا، یہی عمر جو اسلام اور قرآن کے جانی دشمن، کفر و شرک کے متوالے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے مٹانے پر کمر بستہ اور ایسا سخت دل کہ بارش کا ایک قطرہ بھی نہ رُکے، لیکن قرآن کریم کی وجہ سے پتھر دل موم ہو گیا اور مشرف باسلام ہو گئے۔ اتنا ہی نہیں بل کہ اسلام کی قوت دو بالا ہو گئی۔

جنوں کے کوچے میں دلفگار ہو کے چلے
شکار کرنے کو آئے تھے شکار ہو کے چلے

محترم حضرات! قرآن کریم ہمیں عزت دینے کے لیے آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرماتے ہیں۔ ہم اس کو اپنے سینے سے لگائیں۔ انشاء اللہ ہماری زندگی بدل جائے گی۔

کلام اللہ کو دل میں بساؤ اے مسلمانو!
خدا کی ذات ہی سے لَو لگاؤ اے مسلمانو!
زمانے میں خدا کا آخری پیغام قرآں ہے
اسی کو مقصدِ اصلی بناؤ اے مسلمانو!

Scanned by CamScanner

برادرانِ اسلام! قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اللہ نے خود لیا۔ ارشادِ ربانی ہے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ" کہ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے حفظِ قرآن کا ایسا جامع و مکمل انتظام فرمایا کہ حفاظ کرام نے الفاظ کی حفاظت فرمائی۔ قُرّا حضرات نے اس کے لب و لہجے کو محفوظ رکھا، مفسرین اور مجتہدین نے معانی و مطالب کو صحیح طور پر پیش کیا۔ غرض یہ کہ ہر زمانہ میں ہر فن کے ماہرین نے اپنے اپنے اعتبار سے قرآن پاک کی حفاظت فرمائی۔ اور ایسی حفاظت کہ قیامت تک ذرہ برابر بھی تحریف و ترمیم کا تصور بھی ناممکن ہے۔ "لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ" یہ ایسا کلام ہے جس میں کسی بھی قسم سے جھوٹ داخل نہیں ہوسکتا۔ سورج بے نور ہوسکتا ہے، ستارے ٹوٹ پھوٹ سکتے ہیں، زمین پھٹ سکتی ہے لیکن اللہ کا کلام بدل نہیں سکتا۔

ہے قولِ محمد قولِ خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ، مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

لیکن افسوس صد افسوس! آج اس ترقی یافتہ دور میں حفظِ قرآن کو فضول اور بے کار سمجھا جارہا ہے۔ اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ کہا جاتا ہے، کہ اس کا رٹنا اور بے سمجھے پڑھنا بے سود ہے۔ حالانکہ ایک موقع پر خدا کے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو اس کے والدین کو کل قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا، کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ چمکدار ہوگی، اور ترمذی شریف کی روایت ہے: کہ جس نے قرآن کریم حفظ کیا، اور حلال و حرام سمجھتے

Scanned by CamScanner

ہوئے اچھی زندگی گذاردی، تو اللہ تعالی اُس حافظِ قرآن کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس حافظ کو دس ایسے آدمیوں کی شفاعت کا حق ملے گا جو جہنمی ہوں گے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن حافظ قرآن سے کہا جائے گا، کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا۔ پس تیرا مقام اور ٹھکانہ وہی ہے جہاں آخری آیت پہنچے۔

لیکن دوستو! افسوس کی بات یہ ہے، کہ ہمارے گھروں میں قرآن کریم تو ہے، مگر ہمیں پڑھنے کی توفیق نہیں۔ آج ہمیں اور ہماری اولاد کو قرآن کریم سے اتنا بھی تعلق نہیں، جتنا کہ انگریزی، اور اُردو اخبار سے تعلق ہوتا ہے۔ ہمارے اکابرین نے قرآن کریم کو سینے سے لگایا، اور اسکے ہر ہر حکم کو پورا کیا، وہ اللہ کے ہوگئے اور اللہ اُن کا ہو گیا۔ آج قرآن کریم رنگ برنگ غلافوں میں تو ہے، لیکن ہمارے ہاتھوں میں نہیں۔ کیونکہ ہم پاک نہیں ہیں اور ناپاک ہاتھ لگا نہیں سکتے۔ زبانوں پر نہیں، دلوں میں نہیں، ناول اور افسانے پڑھنے کا وقت ہمارے پاس ہے۔ مگر قرآن کریم کے تراجم، اور تفسیریں، اور اس کے احکام و واقعات پڑھنے کے لیے وقت نہیں۔ جبکہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ، فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ'' کہ ہم نے قرآن کریم کو بہت آسان کر دیا ہے۔

معزز سامعین! جس قدر حافظ قرآن کے لیے بشارتیں اور وعدے ہیں اتنی وعیدیں بھی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے، جس نے قرآن کریم کو مکمل یاد کیا، یا اس کا کچھ حصہ یاد کر کے بھلا دیا۔ تو اللہ تعالی قیامت کے دن کوڑھی بنا کر اُٹھائے گا۔ اگر حافظِ قرآن، قرآن کو پڑھنا چھوڑ دے، یا گناہوں میں ملوث ہو جائے، تو قرآن اس کے سینے سے ایسے نکل جائے گا، جیسے اونٹ رسّی توڑ کر

Scanned by CamScanner

نکل جاتا ہے۔ اس لیے حافظِ قرآن کو ہمیشہ قرآن پڑھتے رہنا چاہیے۔ اکثر نوافل وغیرہ میں چلتے پھرتے قرآن کی تلاوت سے زبان کو تر وتازہ رکھنا چاہیے۔

ایک موقعہ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے پیش کیے گئے تو ان گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جو میں نے دیکھا وہ حافظ قرآن ہے۔ (جس نے قرآن کو یاد کیا اور بھلا دیا۔) اللہ تعالیٰ ہماری کمی کوتاہی کو معاف فرمائے، اور ہمیں قرآن کریم سے محبت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حافظِ قرآن، حاملِ قرآن اور عاملِ قرآن بنائے اور تمام مسلمانوں کو قرآن سیکھنے، سکھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned by CamScanner

یومِ آزادی کی خوشیاں مبارک!

(ابوعبدالفتاح)

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی النبی الامین، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، إلٰی یوم الدین، اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلاً فِيْهِ شُرَكَآءَ مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلاً سَلَمًا لِرَجُلٍ"

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل   دل ونگاہ مسلماں نہیں، تو کچھ بھی نہیں

سامعینِ کرام! حاضرین جلسہ، عزیزانِ گرامی قدر اور فرزندانِ اسلام! آج پندرہ اگست ہے، پندرہ اگست کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ میرے محترم دوستو! یہ تاریخ ایسی تاریخ ہے جس میں ہزاروں خونی داستانیں، سینکڑوں خوفناک واقعات، لاکھوں دردناک کہانیاں اور بے شمار الم انگیز باتیں پوشیدہ ہیں۔

ہمارا ملک ہندوستان جس پر مسلمانوں نے صدیوں حکومت کی، عدل وانصاف کی حکومت، پیار ومحبت کی حکومت، الفت وعقیدت کی حکومت، لیکن انصاف کا دامن مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، پیار ومحبت کے الفاظ مسلمانوں نے بھلا دیے، الفت وعقیدت کی عداوت وبغض کی پرچھائیں آگئیں تو اس ملک میں انگریزوں نے قدم رکھا۔

پہلے پہلے تجارت شروع کی، ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے ہندوستان میں اپنی اقتصادی حالت خوب مضبوط کی، پھر کیا تھا، پیسے کی ریل پیل، سیاست

میں دخیل ہونا آسان ہوگیا۔ دھیرے دھیرے سیاست میں ایسا دخیل ہوئے، کہ حکومت کی کرسی پر بھی قبضہ ہوگیا۔ اب کیا تھا، ہندوستان کا کوئی شعبہ، کوئی ڈپارٹمنٹ اور کوئی سیاسی وسماجی تنظیم ایسی نہ بچ پائی تھی جس میں انگریز نہ ہوں۔ ہر شعبے، ہر تنظیم، ہر ڈپارٹمنٹ میں اعلیٰ عہدے پر یہ انگریز ہی بیٹھا ملتا تھا۔

جب انگریزوں نے اپنا مکمل تسلط ہندوستان پر جمالیا، تو اسے یہ بات سوجھی، کہ یکساں سول کوڈ کے طور پر پورے ہندوستان کے ہر ہر شہر میں، ہر ہر گاؤں اور آبادی میں عیسائیت کا قانون نافذ کیا جائے۔ کوئی گھرانہ، کوئی گھر، کوئی بچہ ایسا نہ بچے، کہ جس کو عیسائیت سے پیار نہ ہو۔

پورے ہندوستان میں عیسائیت کا پرچم لہرانے، ہر گھر سے عیسیٰ مسیح کی منسوخ تعلیم پر عمل کرانے اور ہر ہر خرد وکلاں کو اس پر مجبور کرنے کے لیے انگریزوں نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگادیا۔

مسلمانوں کو یہ چیز آخر کیسے برداشت ہوسکتی تھی، مسلمان تو صرف خدا وحدہٗ لاشریک کا بندہ ہے، عیسائیوں کے یہاں تین خدا ہیں، جسے قرآن کریم نے ''ثالث ثلثۃ'' کہہ کر بتایا ہے۔ مسلمان اپنے توحید کے عقیدے کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ مسلمان ایک خدا کو چھوڑ کر تین خداؤں کی ناز برداری کیسے کرسکتا ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ منظور ہے، کہ دہکتی آگ کے شعلے آسمانوں کی بلندی کو چھو رہے ہوں اس میں ڈھکیل دیا جائے، تو مسلمان اس میں ہزار خوشیوں کے ساتھ کود پڑے گا، لیکن خدا کے ساتھ کفر نہیں کرسکتا۔ ایک خدا کے ساتھ تین اور خداؤں کر ملاکر مشرک نہیں بن سکتا۔ مسلمان کا قرآن اعلان کرچکا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی

Scanned by CamScanner

معاف نہ کرے گا، اس کے علاوہ ہر چھوٹی بڑی غلطی جس کی بھی چاہے جب چاہے معاف کر دے گا۔

یہ قرآن مسلمانوں کا ہی قرآن نہیں، پوری دنیا کا قرآن ہے۔ مسلمان عیسائیوں کو بھی دعوت دیتے ہیں، کہ تم بھی شرک کے اندھیاروں سے نکل کر اسلام کی تابناک روشنی میں آجاؤ۔ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئاً (پ ۴)

(ترجمہ) اے یہود و نصاریٰ! تم بھی ایک ایسے کلمے کی طرف آجاؤ جو تمہاری کتاب میں بھی ہے، ہماری کتاب میں بھی ہے۔ کہ کلمۂ توحید اور خدا وحدہ کو ایک ماننے کا عقیدہ بنالو، اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔

ان حالات وواقعات کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کے لیے یہ ایک زبردست چیلنج تھا، کہ وہ ہندوستان پر ظالمانہ طور پر قابض انگریز کی دعوت پر لبیک کہیں۔ پورے ہندوستان میں عموماً، اور مسلمانانِ ہند میں خصوصاً ایک افراتفری کا ماحول تھا۔ ایک سراسیمگی کا سماں بندھا تھا۔

اتنے میں انگریز نے یہ حکم بھی صادر کر دیا ''کہ سرکاری نوکری اگر کرنا ہے تو مسلمان بن کر یا غیر عیسائی بن کر نہیں کر سکتے''۔ سرکاری ملازم کو عیسائی بن کر ہی ملازمت پر باقی رکھا جا سکتا ہے۔

یہ اعلان پورے غیر منقسم ہندوستان میں بجلی کی طرح پھیل گیا، اور جنگل کی آگ کی طرح گاؤں گاؤں، بستی بستی، قریہ قریہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ اب کیا تھا، دین اور دنیا کا معاملہ تھا، اگر دنیا اپنا لیتے ہیں تو دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا، اگر دین پر رہتے ہیں تو دنیا جاتی ہے۔ فیصلہ کیا کریں، کیوں کریں اور کیسے کریں؟

Scanned by CamScanner

اس نازک موڑ پر امت محمدیہ کے علما صالحین آگے بڑھ کر ایک زبردست فتویٰ صادر کرتے ہیں، کہ اس نازک گھڑی میں کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ''بل کہ بالکل حرام ہے، کہ وہ انگریزی حکومت میں ملازمت کریں''۔

یہ فتویٰ کیا تھا، دین کے بقا کا پیغام۔ اسلام پر جمے رہنے کا اعلان، سنت کے نہ چھوڑنے کی تاکید۔

یک لخت مسلمانوں نے اپنی ملازمتوں پر لات ماردی، اور بے دست وپا اپنے گھروں کو لوٹ آئے، اب کیا تھا، وہ تھے اور ان کا خدا اور کوئی نہیں، بڑا دردناک حال تھا۔ ایک ملازم مسلمان ہے، اس کے بال بچے ہیں، وہ برسر روزگار ہے۔ روزانہ کا لمبا خرچ ہے۔ یک لخت روزی بند ہوجائے، کاروبار ٹھپ پڑ جائے تو کیا گذرے گی؟ لیکن جب مسلمانوں کے ساتھ کوئی نہیں تھا، نہ کاروبار، نہ ملازمت، نہ مددگار، نہ اعیان وانصار تو صرف اور صرف ''اللہ'' کی ذات تھی۔ جس نے مسلمانوں کو دلاسہ دیا کہ گھبراؤ نہیں۔ لَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ٥''

اللہ تعالیٰ نے مدد کی، مسلمانوں کا دین بچایا، زندگی کی حفاظت فرمائی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا، پورے ہندوستان میں جہاد کے سلسلے میں لڑائیاں چھڑ گئیں، شاملی کے میدان میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند نے انگریزوں کا مقابلہ کیا۔ ہزاروں لاکھوں علما نے آزادئ ہند اور حفاظت دین کی خاطر اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر سر پر کفن باندھ کر میدانِ کارزار میں اتر آئے کہ

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اورلڑائیاں کیں، حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جام شہادت نوش کیا۔ مولانا جعفر تھانیسری نے جنگ میں اہم رول ادا کیا، حضرت شیخ الہندؒ نے ریشمی رومال کی تحریک چلائی۔ محمد علی جوہر نے غلامِ ملک چھوڑ دیا، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے رات دن ایک کیا۔ تب جا کرکہیں ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کی صبح نمودار ہوئی۔ کہ

خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

یہ ہے ۱۵ راگست کی صبح، آزادی کی صبح، جس میں ہم آزادی کے ساتھ ایک خدا کے بندے رہ سکتے ہیں۔ اتنی جانفشانیوں کے بعد ہمیں یہ آزادی ملی ہے تو ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔ اپنے دین پر پوری آزادی کے ساتھ عمل کرنا چاہیے۔ اپنے عقائد واحکامات پر خدا کی توفیق مانگ کر عمل پیرا رہنا چاہیے۔ ورنہ اگر ہم نے اس آزادی کی ناشکری کی تو خدا وہ دن بھی لائے گا جب ناشکری کے سبب ہماری موجودہ آزادی بھی چھنی جائے گی۔ اور چھنی جا بھی رہی ہے۔ ہمیں آزادی کی خوشی اسی وقت مل سکتی ہے جب ہم اپنے پرانوں کے چراغ جلا جلا کر روشنی حاصل کریں گے۔

جسے فضول سمجھ کر بجھا دیا تو نے وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

۱۲ راگست ۲۰۰۲ء بروز پیر صبح ۹:۳۰
اکل کوا، مہاراشٹر

Scanned by CamScanner

نعت پاک

مجھے کیا علم کیا تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں محترم، بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہے، کسی کا مدعا کچھ ہے
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے، نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا جانے تو جانے، کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے، کہ ختم الانبیاء تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

گروہِ رازدانِ "نظم فطرت" پر نہیں مخفی
یہ سب ہنگامۂ دنیا "خبر" ہے "مبتدا" تم ہو

وضاحت کو تحیر ہے، بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے بہت بالا، جنابِ مصطفیٰ تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحب مولا کہ کیا تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو

Scanned by CamScanner

گنہ گارانِ امت کا سہارا ذاتِ والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافعِ روزِ جزا تم ہو

یہ ربط باہمی امت کو وجہِ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

تمہارے واسطے اسعد کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلام بارگاہ مصطفیٰ تم ہو

(مولانا اسعد اللہ صاحب اسعدؔ رامپوری)
سابق ناظم مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور

Scanned by CamScanner

ترانہ دارالعلوم دیوبند

شاعرِ اسلام: جناب مولانا ریاست علی خان صاحب بجنوری

یہ علم وہنر کا گہوارا، تاریخ کا وہ شہ پارا ہے
ہر پھول یہاں ایک شعلہ ہے، ہر سرو یہاں مینارہ ہے

خود ساقیٔ کوثر نے رکھی، میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے، دیوانوں کی روداد یہاں

جو وادیٔ فاراں سے اُٹھی، گونجی ہے وہ تکبیر یہاں
ہستی کے صنم خانوں کے لیے ہوتا ہے حرم تعمیر یہاں

کہسار یہاں دب جاتے ہیں، طوفان یہاں رُک جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے، شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

یہ صحن چمن ہے برکھارت، ہرموسم ہے برسات یہاں
گلبانگ سحر بن جاتی ہے، ساون کی اندھیری رات یہاں

اسلام کے اس مرکز سے ہوئی، تقدیس عیاں آزادی کی
اس بامِ حرم سے گونجی ہے، سو بار اذاں آزادی کی

جو شمع یقیں روشن ہے یہاں، وہ شمع حرم کا پرتو ہے
اس بزم ولی ''اللّٰہی'' میں تنویر نبوت کی ضو ہے

یہ مجلس مے، وہ مجلس ہے، خود فطرت جس کی قاسم ہے
اس بزم کا ساقی کیا کہیے جو صبح ازل سے قائم ہے

عابد کے یقیں سے روشن ہے، سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا، اخلاص کا ایسا تاج محل

یہ ایک صنم خانہ ہے، جہاں محمود بہت تیار ہوئے
اس خاک کے ذرے ذرے سے، کس درجہ شرر بیدار ہوئے

ہے عزم حسین احمد سے بپا، ہنگامۂ گیرودار یہاں
شاخوں کی لچک بن جاتی ہے، باطل کے لیے تلوار یہاں

رومی کی غزل، رازی کی نظر، غزالی کی تلقین یہاں
روشن ہے جمالِ انور سے، پیمانۂ فخر الدین یہاں

اس بزم جنوں کے دیوانے، ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے، دیوارِ چمن سے زنداں تک

سو بار سنوارا ہے ہم نے، اِس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے، کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

جو صبحِ ازل سے گونجی تھی فطرت کی وہی آواز ہیں ہم
پروردۂ خوشبو غنچے ہیں گلشن کے لیے اعجاز ہیں ہم

بلبل کی دعا جب گلشن میں، فطرت کی زباں ہوجاتی ہے
انوارِ حرم کی تابانی، ہر سمت عیاں ہوجاتی ہے

امداد ورشید واشرف کا یہ قلزم عرفاں پھیلے گا
یہ شجر طیب پھیلا ہے تا وسعت امکاں پھیلے گا

خورشید یہ دینِ احمد کا، عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے، یہ نور برابر چمکے گا

یوں سینۂ گیتی پر روشن اسلاف کا یہ کردار رہے
آنکھوں میں رہیں انوارِ حرم، سینہ میں دل بیدار رہے

☆☆☆☆☆

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner